نگالہ کا جادو

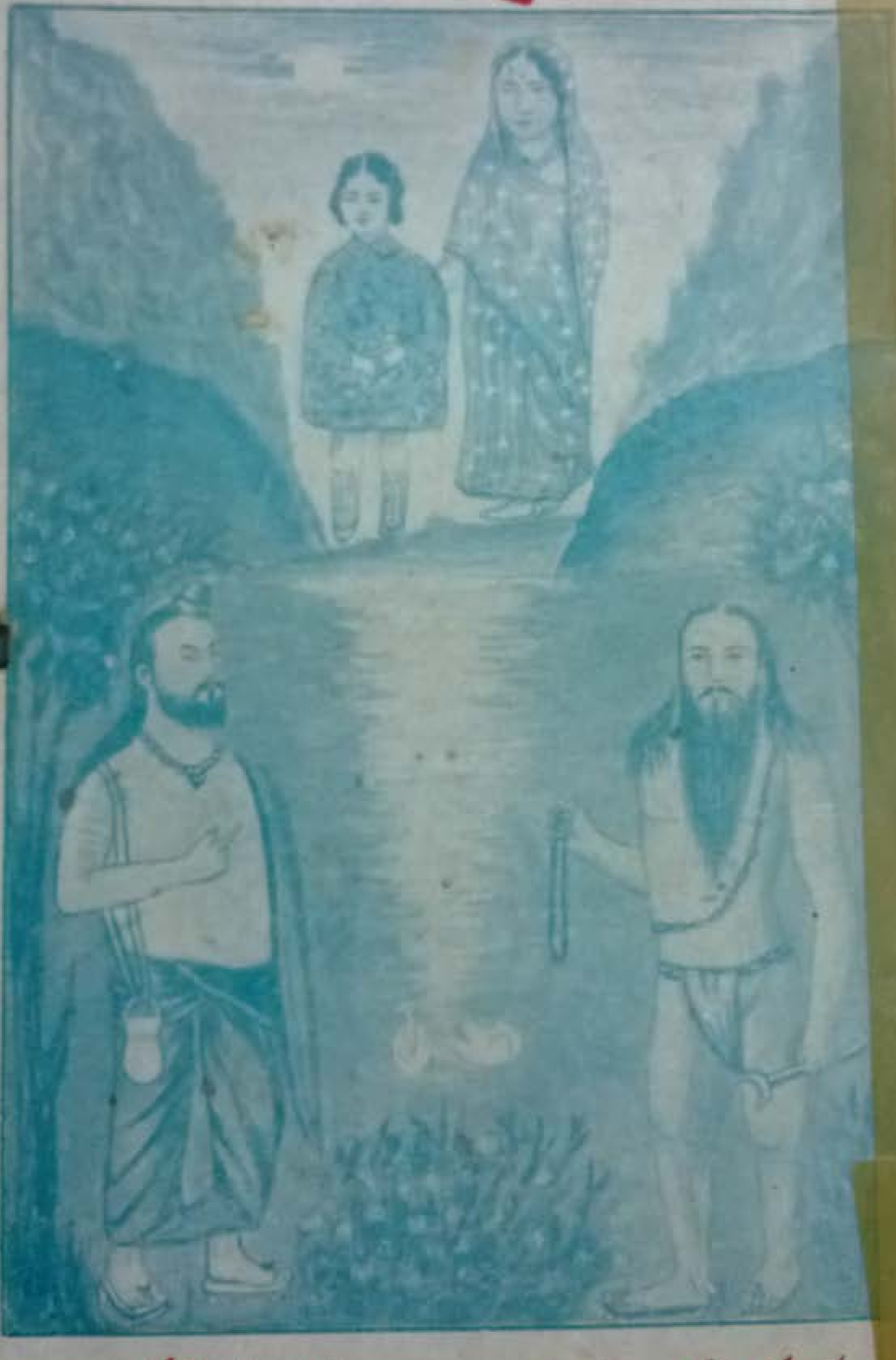

الیکٹرک بک ڈپو۔ چوراھہ نائی منڈی آگرہ

ناول

بنگالہ کا جادو

اس ناول میں راجہ رتن ناتھ کی وفاداری اور
رانی لیلاوتی کی بے مروتی کے دلچسپ حالات
نہایت دلکش پیرایہ میں دکھائے گئے ہیں۔

مصنفہ
ایس - ایچ - منظر اکبرآبادی

الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ میں چھپا گیا

(جمیع حقوق بنام مطبع محفوظ ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنگالہ کا جادو

پہلا باب

دغا اور وفا

مئی کا مہینہ ہے۔ گرمی نہایت سخت پڑ رہی ہے۔ خصوصاً بنگال کی گرمی جہاں گرمی کی وجہ سے سڑی گلی چیزوں کی عفونت گرمی کی سختیوں کو اور بھی بڑھا دیتی ہے آسمان پر بادل آ گئے ہیں مگر گشت لگا کر غائب ہو جاتے ہیں وہ بادل نہیں ہوتے زمین کے بخارات ہوتے ہیں۔ جو گرمی کی شدت سے گھبرا کر آسمان پر پہونچ جاتے ہیں اور آفتاب کی حدت وہاں بھی اُنہیں چین لینے نہیں دیتی۔ نہ باغوں پر رونق ہے نہ جنگل پر رونق ہے۔ چرند پرند اور انسان گرمی کی برداشت نہ ہونے والی تیزی سے آشیانوں اور گھروں میں چھپے بیٹھے ہیں۔ دھوپ کڑاکے کی پڑ رہی ہے آسمان سے چیلوں کی آوازیں کبھی کبھی آ جاتی ہیں۔ باقی دو پہر نہایت خاموش ہے۔ ایسی سخت گرمی اور تیز دھوپ میں کامروپ کی راجدھانی

کا ایک شریر نوجوان رتن پسینے میں ڈوبا ہوا اپنے پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ ایک مکان کے زینہ پر چڑھا چلا جا رہا ہے۔ اُسے کچھ خبر نہیں کہ دُنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ دھوپ کتنی تیز ہے۔ اور گرمی کی وجہ سے مخلوق کی جانوں پر کیا بن رہی ہے۔ وہ اندر پہونچا جہاں ایک بوڑھا شخص ہاتھ پر سر رکھے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا رتن نے جاتے ہی اُس سے کہا۔ راج وید سلام

وید۔ سلام رتن، خیریت ہے۔ کیوں اس جلتی دوپہر میں تم کس لئے آئے۔ تمہاری ماتا تو اچھی ہیں۔ اور تو سب سکھ سے ہیں۔

رتن۔ ہاں وید جی سب اچھی طرح ہیں۔ مگر میرا دل تندرست نہیں ہے میں آپ سے اپنے دل کی دوا مانگنے آیا ہوں۔

وید۔ کیوں تمہارے دل کو کیا ہو گیا؟

رتن۔ ایسا روگ۔ جسکی دوا کا مردیس کے کسی وید، حکیم اور ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے مگر آپ کے پاس ضرور ہے۔

وید۔ میرے پاس!

رتن۔ جی ہاں آپ کے پاس ہے۔

وید۔ تو مجھے اُس کے دینے میں ذرا بھی عذر نہیں ہے۔ تم بیان کرو۔ نام بتاؤ میں تمہیں وہ دوا ابھی دیدوں گا۔

رتن۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ راجکماری نیلاوتی کو مجھ سے کتنی محبت ہے وہ مجھے اپنا سچا جان نثار سمجھتی ہے۔ اور میں بھی اس کے چرنوں میں اپنی جوانی اور زندگانی کا شکیہ سمجھتا ہوں۔ مگر۔

وید مگر۔ کیا۔

رتن۔ مگر اس بوڑھے راجہ کی مبتی زندگانی نے میرے تمام ارادوں اور میری

تمام حسرتوں کو خاک میں ملا رکھا ہے۔ راجکماری اپنے پتا کی زندگی تک نہ آزادی سے بیری ہو سکتی ہے اور نہ مجھے اس راج سے کچھ لوبھ ہو سکتا ہے۔

وید۔ پھر میں کیا کروں۔

رتن۔ وید راج اگر تم راجہ کو کسی طرح زہر دیدو تو میرا یہہ مرض آج دور ہو سکتا ہے میں اپنی امیدوں میں آج کامیاب ہو سکتا ہوں۔ راجہ کے بعد پرجا کا راضی کر لینا میرے اختیار میں ہے۔ سب کام درست ہیں۔ صرف راجہ کے مرجانے کی دیر ہے۔ اگر تم ذرا ہمت کرو تو یہہ کام بنا ہوا رکھا ہے۔

وید۔ رتن یہہ تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ کیا راج کے ایک بوڑھے نمکخوار سے تم ایسی آمید رکھتے ہو کہ راجہ کو زہر دیدیگا۔ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا تم اپنی محبت کے نشہ میں پاگل ہو گئے ہو۔ ہاں تمہارا نشہ اتارنے کے لیئے میرے پاس بہت سی دوائیں موجود ہیں۔

رتن۔ میں تو بڑی اُمید لگا کر راج وید کے چرنوں میں آیا تھا۔ مجھے تو یقین تھا کہ راج وید میری درخواست کو کبھی رد نہ کرینگے۔ مگر...........

وید۔ رتن، سنو، مہاراجہ اور بادشاہ پر خدا کی رحمت کا سایہ ہوتا ہے۔ نہ کوئی اُنہیں مار سکتا ہے نہ کوئی نقصان پہونچا سکتا ہے۔ آہ مہاراج تو خود بیمار ہیں اور شریر رتن تم اُن کی جان لینے کے لئے آمادہ ہو۔ شرماؤ شرماؤ۔ اُس خدا سے شرماؤ۔ جس نے تمہیں پرجا اور آسے راجہ بنایا ہے۔ جس کی قدرت اور شکتی میں کسی دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔ ان خیالوں کو دل سے نکالدو۔ نیکی کی طرف دھیان کرو۔ خدا تمہارے دل کو تسکین دیگا۔

رتن۔ وید راج، یہ نصیحت کی باتیں اور سادہوؤں کی کراماتیں رہنے دو۔ تو یہ سونے کی گیند لو۔ اور میرا کام کردو۔

وید (سونے کی گیند پھینک کر) لعنت ہے اس سونے پر اور دھتکار ہے اس چمکتے ہوئے سُنہری گیند پر۔ رتن میرے لئے راجہ کے ہاتھ سے پُن کیا ہوا ایک پیسہ بھی اس سونے کی گیند سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔ جاؤ۔ یہ لالچ کسی کمینہ کو دینا۔ میں راجہ کی زندگی کو تمام دُنیا کے خزانوں سے زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں۔ تم محبت میں اندھے ہو گئے ہو۔ ہوش و حواس درست کرو۔ انسان بنو اگر راجہ یا اوسکے درباریوں کو تمہارے اس کرودھ کی خبر ہو گئی تو وہ تمہیں کولھو میں پلوا دیگا۔ کیا تم پرمیشر کے قہر و غضب کو دور سمجھتے ہو۔ کیا تمہیں چتر نام اور شبدھ کا حال معلوم نہیں ہے کہ جب وہ راجہ پرتاب سنگھ کے خلاف سازش کرکے اوسکے قلعہ پر چڑھ گئے تو پرمیشر کے غضب کی بجلیوں نے انہیں گھیر لیا۔ اور جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا۔ سنبھلو سنبھلو رتن سنبھلو۔ اور ایسے کام نہ کرو جس سے خدا کا غصہ تیز ہو جائے۔ جاؤ اس دوپہر میں جبکہ چیل انڈا چھوڑ رہی ہے اپنے محلوں میں جا کر آرام کرو اور دعا کرو کہ پرمیشر راجہ کو جلد تندرست کر دے کیونکہ راجہ کی تندرستی ہی پرجا کے سُکھ اور چین کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔

رتن۔ دیکھو وید راج تم میری درخواست کو اسوقت بُری طرح ٹھکرا رہے ہو۔ مگر وہ وقت قریب آنے والا ہے کہ میں کامر دیس پر حکومت کروں گا اور تمہاری آنکھیں اُسوقت مجھ سے رحم و کرم کی طالب ہوں گی۔ کیا تم امید کرتے ہو کہ اُس وقت میں تمہارے ساتھ کوئی اچھا سلوک کر سکوں گا۔

رتن۔ راج کے خواب دیکھنے والے مُورکھ اول تو یہ بھی ناممکن ہے کہ پرمیشر تجھ ایسے کرودھی کو راج گدی پر بٹھا دے۔ اور اگر کلجگ کے ہاتھوں ایسا ہو بھی جائے تو اسکی اُمید نہ رکھ کہ راج وید تیرے سامنے کسی ضرورت کے لئے اپنے ہاتھ پھیلائے گا۔ تو راج وید کو اتنا کمزور دل رکھنے والا نہ سمجھ۔ اگر اُس کا دل کمزور

ہوتا یا اوسے بوجھ ہوتا تو وہ اسوقت تیری سنہری گیند کے لالچ میں آکر اپنی ہوشمندی کا ثبوت دے چکا ہوتا۔

رتن۔ اچھا اچھا۔ وید صاحب۔ دیکھا جائے گا۔

رتن یہہ کہکر واپس چلا گیا۔ اور وید صاحب ہاتھ پر سر رکھکر پھر کچھ سوچنے لگے۔

دوسرا باب

لیلاوتی

تمام کام دیس میں یہہ خبر نہایت حسرت کے ساتھ پھیل رہی ہے کہ کام دیس کے راجہ نرمل جنگہ کا انتقال ہو گیا۔ اور اب اوسکی جگہ اوسکی راجکماری لیلاوتی تخت و تاج کی مالک ہو گئی ہے۔ جادوگر عورتیں مٹی کے پیالوں میں آگ سلگائے محل کے چاروں طرف منتر پڑھ رہی ہیں تاکہ مرنے والے راجہ کی آتما پھر محلوں میں داخل نہ ہو جائے۔ اور راجکماری سکھہ چین سے راج کرے۔ لیلاوتی ایک حسین کنواری جس کے کنول نہیں اور سندر سروپ سے محلوں میں ہر وقت جوت رہتی ہے جس کے محلوں میں آفتاب اور ماہتاب کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ اپنی سہیلیوں کے ساتھ پائیں باغ میں سیر کرتی پھر رہی ہے۔ وہ جدہر جاتی ہے۔ پھولوں کی شاخیں اوسے جھک جھک کر تسلیم کرتی ہیں۔ سبزہ اوسکے پاؤں چومتا ہے حوض کا پانی اچھل اچھل کر اوسکے کومل چرنوں میں گرتا ہے اور اوسے کسی کی پروا نہیں ہوتی۔ وہ اپنی جوانی کے مدہ میں ڈوبی ہوئی۔ اپنی رسیلی آنکھوں سے ہر طرف جادو جگاتی ہوئی سہیلیوں کے ساتھ مصروف خرام ہے۔ کبھی اس روش پر ٹھر جاتی ہے۔ کبھی اُس روش پر جا پہونچتی ہے۔ کبھی چنبیلی کے پھول توڑ کر

اپنی گود میں بھر لیتی ہے اور کبھی گلاب کی پتیاں اپنے رخساروں سے مل کر پھینک دیتی ہے۔ اوسکی سہیلیاں پروانوں کی طرح اُسے گھیرے ہوئے ہیں۔ اشاروں پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ وہ جس بات کا حکم دیتی ہے فوراً تعمیل کی جاتی ہے وہ ابھی سیر سے فارغ نہیں ہوئی تھی کہ رتن سنگھ کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ اُسنے ایک سہیلی سے کہا جاؤ میرے پیارے رتن کو فوراً اندر لے آؤ۔ سہیلی گئی۔ رتن آیا۔ جھک کر سلام کیا۔ لیلاوتی نے سینے سے لگا لیا۔ اور پوچھا کیوں پیارے رتن مزاج کیسا ہے۔

رتن ۔ رانی کے پرتاپ سے بہت اچھا ہوں۔ لیکن جس ارمان سے دل تڑپ رہا ہے اور جان بیقرار ہے اُسکا حال آپ خود ہی خوب جانتی ہیں۔

لیلاوتی ۔ ہاں میں جانتی ہوں۔

رتن ۔ تو رانی صاحبہ جان بوجھ کر مجھے اب کیوں ستایا جا رہا ہے۔ اور مجھپر رحم کیوں نہیں کیا جاتا۔ کیا راجہ کے مرتے ہی آپ کے خیالات بدل گئے۔ یا مجھ سے زیادہ کوئی شخص آپ کے دلمیں جگہ پانے کا حقدار ہو گیا۔

لیلاوتی ۔ کوئی نہیں۔ پیارے رتن جب تک تم زندہ ہو اور تمہاری محبت میرے دل میں زندہ ہے مجھ پر کامدیو کے کسی بڑے سے بڑے جادوگر کا جادو بھی نہیں چل سکتا۔

رتن ۔ تو پھر میری حسرت براری میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔

لیلاوتی ۔ میں ذرا راج کے ضروری کاموں سے فارغ ہو جاؤں۔ اور عہدہ داروں کا معائنہ کر لوں تو پھر اس طرف غور کروں۔

رتن ۔ مگر تم تو اس سے پہلے بہت بیقرار تھیں۔ اور چاہتی تھیں کہ جس طرح ہو جلد از جلد مجھ سے شادی ہو جائے۔

لیلا وتی - پیارے رتن - وہ زمانہ آزادی کا تھا - اب پتا کے مرنے سے تمام حکومت کا بوجھ میرے سر پر آپڑا ہے -

رتن - شادی ہو جانے کے بعد یہہ تمام بوجھ میں خود اپنے سر پر لیلوں گا - اور تم بالکل آزاد ہو جاؤ گی - اس لئے شادی بہت جلد ہونی چاہیئے

لیلا وتی - ایسا ہی ہوگا -

رتن - مجھے اس کا یقین کیونکر آئے -

لیلا وتی - لو میں تمہیں یہ ہیرے کی انگوٹھی دیتی ہوں - اسے پہن لو - اور وعدہ کرتی ہوں کہ بہت جلد تم سے شادی کروں گی -

رتن - بس - اب مجھے اطمینان ہو گیا - پیاری لیلا وتی پرمیشر خوب جانتا ہے میرا دل تمہارے لئے کسقدر بیقرار رہتا ہے - مجھے تمہاری یاد میں نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام ہے - کھانا پینا - سونا اور آرام سب حرام ہے -

لیلا وتی - یہی میرا بھی حال ہے - مگر میں جس طرح ہوتا ہے اُسے چھپاتی ہوں - باغ میں سہیلیوں کے ساتھ اپنا دل بہلاتی ہوں - تم بھی یہیں چلے آیا کرو اور اپنا دل بہلایا کرو - دیکھو اس سُندر باغ میں کیسی بہار آرہی ہے - کلیاں چٹک رہی ہیں - پھول مہک رہے ہیں - اور ٹھنڈی ہوائیں انہیں اپنی گود میں جھولا جھلا رہی ہیں -

رتن - بے شک لیلا وتی - یہہ بہار تمہاری آنکھوں میں بہار ہے اور میری نظر میں خزاں سے زیادہ ناگوار ہے - میرا دل کُھلا رہا ہے - میری جان مُرجھا رہی ہے اور میری آنکھوں سے بے صبری کے شُعلے نکل رہے ہیں - میری بہار تم ہو - جب حسرت کے باغ میں آؤ گی تو میرے دل کی کلیاں بھی کھِل جائینگی - اور میں بھی بہار کا لطف اُٹھا سکوں گا -

لیلاوتی - گھبراؤ نہیں رتن، تم بہت جلد کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور میری راجدھانی کا چمکدار تاج تمہارے ہی سر پر رکھا جائیگا۔

رتن - تو اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

لیلاوتی - ہاں پیارے جاؤ۔ اور میرے خط کا انتظار کرو۔ میں بہت جلد تمہیں اپنے ارادہ سے اطلاع دوں گی۔

رتن یہ کہکر چلا گیا اور لیلاوتی کا جی بھی باغ میں زیادہ نہ لگا وہ بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ چلی گئی۔

تیسرا باب

راز کھل گیا

زیر حکومت سنتوش محل کے بیرونی حصہ میں بیٹھا ہوا راجہ کے مرنے اور رعیت کے پریشان ہونے کے افسوس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی نہایت گہرے سوچ میں ہے وہ نہایت عقلمند اور تجربہ کار تھا اُسنے تمام حکومت کو اپنی خوش انتظامی سے مسرور اور مطمئن کر رکھا تھا۔ ابھی وہ فکروں کے اس طوفان سے نکلا بھی نہ تھا کہ سپہ سالارِ فوج بلونت جو سنتوش کا بے تکلف دوست اور رازدار تھا دروازہ سے اندر آیا۔ اور فوجی سلام کرکے ایک کُرسی پر بیٹھ گیا۔ بلونت کے چہرہ سے جوانمردی اور ہمت کے آثار جھلکتے تھے۔ وہ نہایت دلیر معلوم ہوتا تھا۔ اور اُسنے مہاراجہ کی فوجوں کا انتظام فی الحقیقت نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے کیا تھا۔ جب ضرورت ہوتی تو ایک اشارہ پر دس ہزار فوج تیار ہوتی تھی۔ بلونت نے دیکھا کہ سنتوش

آج غیر معمول پریشان خاموش اور رنجیدہ نظر آئے۔ آپ نے نہایت ادب متانت اور آہستگی سے دریافت کیا۔ پردہان جی! کیا آپ کوئی خاص بات سوچ رہے ہیں۔

پردہان ۔ نہیں بلونت، میں آج کچھ پریشان ہوں۔

بلونت ۔ پریشانی کا سبب؟

پردہان ۔ راجہ کے محلوں میں گھُتے دن دہاڑے اور بے روک ٹوک گھُسنے لگے ہیں اور راجکماری کی عصمت کا خزانہ ڈاکوؤں نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔

بلونت ۔ ہائیں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

پردہان ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں، بلونت میں پہلے ہی کہتا تھا کہ ایک جوان کنیا کسی طرح راج تاج کے قابل نہیں ہو سکتی۔ جوانی اور پھر عورت کی جوانی آہ کامردیس کے امن و سکون کا قلعہ برباد ہو گیا۔

بلونت ۔ تو کیا راجکماری سے کوئی قصور ہو گیا۔

پردہان ۔ قصور! بلونت جوانی کبھی قصور نہیں کرتی۔ بلکہ ہمیشہ گناہ کرتی ہے لیکن لیلا دیوی کیا کرے مجبور ہے۔ جبکہ اوسکی عصمت کے ڈاکو خود اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

بلونت ۔ آپ کو پورا ثبوت مل گیا؟

پردہان ۔ بلکہ پورے سے بھی زیادہ۔

بلونت ۔ مجرم کون ہے۔

پردہان ۔ وہی کامردیس کے ذلیل خاندان کا ایک حسین لڑکا۔ رتن سنگھ، جس کے باپ نے ہمیشہ ریاست کا نمک کھایا۔ اور جسکے خاندان کو ہمیشہ ریاست نے پالا پرورش کیا اور اس قابل بنا دیا کہ وہ دنیا میں عزت کے ساتھ رہ سکے

بلونت ۔ رتن سنگھ۔ افسوس۔ وہ نمک حرام اس قابل ہو گیا کہ شاہی محلوں

پرڈاکہ ڈالنے لگا۔ شیطان جنت میں پہونچگیا۔ موری کا کیڑا سمندر کو ناپاک کرنے لگا

بلونت۔ پردہان! پردہان! مجھے حکم دو کہ میں ابھی اس شریر گنہگار کا سر کاٹ کر منگوالوں اور اُس کے خاندان کو گولیوں کا نشانہ بنادوں

پردہان۔ نہیں نہیں بلونت! یہ موقع جوش اور غصہ کا نہیں ہے۔ میں نے سنا ہے کہ مہارانی خود اوسپر جان دیتی ہیں، راج ہٹ میں تریاہٹ شریک ہوچکی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دُکھتی ہوئی رگ کے چھیڑنے سے حکومت میں کوئی زہر پھیل جائے۔ اور لیلاوتی کا غصہ کچھ رنگ لائے۔

بلونت۔ راجکماری نے اپنی خواہش سے رتن سنگھ کو محلوں میں بلایا۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

پردہان۔ بے شک یہ بات سمجھ میں نہیں آسکتی۔ لیکن واقعہ یہی ہے۔

بلونت۔ آپ کو اسکا ثبوت کیوں کر ملا۔

پردہان۔ مجھ سے ایک لڑکی نے جو لیلاوتی کے باغ میں کام کرتی ہے کہا کہ لیلاوتی نے رتن سنگھ کو باغ میں بلایا تھا۔ اور اُسے اپنی ہیرے کی انگوٹھی بھی دی ہے رتن سنگھ کی انگلی میں موجود ہے۔

بلونت۔ افسوس! راجکماری نے رانی بنکر راج کا نام ڈبو دیا۔ اپنے ساتھ اپنی خاندانی عزت کو بھی کھو دیا۔ (کچھ سوچکر) پردہان جی۔ پھر اب کیا کرنا چاہیے۔

پردہان۔ میں خود اسی فکر میں ہوں۔ میری رائے میں رتن کو یہاں بلایا جائے اُسے اچھی طرح دھمکایا اور ڈرایا جائے۔ تاکہ وہ اس بدذاتی سے باز آجائے اور اس سے پہلے کہ یہ بات پرجا کے کانوں میں پڑے رفع ہو جائے۔

بلونت۔ بالکل ٹھیک، آپ ابھی میرے سامنے رتن کو بلائیے۔ میں بھی سمجھاؤں گا آپ بھی سمجھائیے۔

پردہان۔ کستور۔ او کستور۔

کستور۔ آیا حضور۔

پردہان۔ جاؤ۔ رتن سنگہ کو بلا لاؤ۔ تم اُسے جانتے ہو نا۔

کستور۔ ایلو حضور اُسے کون نہیں جانتا۔ وہ تو رانی لیلاوتی سے زیادہ مشہور ہے

پردہان۔ ایسا کیوں ہے۔

کستور۔ حضور اس لئے کہ آج کامردیس میں اُسکے برابر کوئی حسین نہیں۔ ایسا جوان اور ایسا خوبصورت آدمی کامردیس والوں نے سو برس سے۔ نہیں دیکھا۔ دیس کی عورتیں اوس پر جان نچھاور کرتی ہیں۔ اور جادوگرنیاں اُسکا نام لیکر موہ اور پریم کے جادو جگاتی ہیں۔

پردہان۔ اچھا جاؤ۔ اُس جادوگر کو بلا لاؤ۔ میں آج اُس کا جادو اُتاروں گا۔

غرضکہ کستور گیا اور تھوڑی دیر میں رتن سنگہ کو بُلا لایا۔ رتن سنگہ لیلاوتی کی محبت میں مغرور تھا۔ اکڑتا ہوا آیا۔ اور جھومتا ہوا الگ کرسی پر بیٹھ گیا۔ پردہان نے اُس سے غصّہ کے لہجہ میں کہا۔ رتن، او ایک غریب جھتری کے کنوارے لڑکے، تجھے کیا حق تھا کہ تو ریاست کے وزیر کے برابر کُرسی پر آ بیٹھا او ذلیل تجھے گنہگاروں کی طرح دور کھڑا ہونا چاہیئے تھا۔

رتن۔ راجہ کا راج راجہ کے ساتھ گیا۔ اب تو راجکماری لیلاوتی کا راج ہے اور میں کامردیس کا راجہ ہوں۔ اس لئے تم ذلیل کتّوں کی عزت میری نگاہوں میں کچھ نہیں ہے۔ یہہ بھی میری مہربانی ہے کہ میں تمہارے برابر بیٹھ گیا۔ ورنہ تم لوگوں کے ساتھ اور پاس بیٹھنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔

بلونت:۔ رتن رتن یہہ تو کیا بک رہا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ریاست کا فوجی سردار اور ریاست کا وزیر تیرے سامنے بیٹھا ہے۔

رتن - میں سب جانتا ہوں اور سب سمجھتا ہوں - وزارت اور فوج کی سرداری میری نگاہوں میں دونوں حقیر ہیں - یہہ دُنیا کو دکھانے اور غریبوں کو ستانے کے ڈھکوسلے ہیں - خدا کی نگاہوں میں راجہ اور پرجا دونوں برابر ہیں -

بلونت - کُرسی چھوڑ دے -

رتن - ہرگز نہیں -

پردہان - دور کھڑا ہو -

رتن - جب تک تم کھڑے نہ ہو جاؤ میں بھی کھڑا نہیں ہو سکتا - اس لئے کہ میں تمہارا ملازم یا نوکر نہیں ہوں - کامردیس کا ایک مُعزز سپوت ہوں اور آج کل مہارانی کا سب سے زیادہ منظورِ نظر ہوں -

بلونت - مجھے مجبوراً اپنی قوت سے کام لینا پڑیگا -

رتن - تو میری قوتیں بھی جاگ رہی ہیں - تجھے اپنی فوجوں پر گھمنڈ ہے - اور مجھے اپنی جوانی پر ناز ہے - میری ایک جوانی تیرے لاکھوں سُورماؤں پر بھاری ہے جسے بُلانا چاہتا ہو بُلالے -

پردہان نے جب دیکھا کہ رتن سنگھ بار بار اپنی تلوار پر ہاتھ ڈال رہا ہے اور اُسکا غصّہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تو اُسنے بلونت سے الگ جاکر کہا کہ اس بدذات سے یوں کام نہ نکلیگا - ذرا نرمی سے گفتگو کرنی چاہیئے - بلونت نے بھی اسکی تائید کی - ان دونوں کے اُٹھتے ہی رتن بھی کرسی چھوڑ چکا تھا اور دروازہ کیطرف کھڑا ہوگیا تھا - پردہان نے اُسے پھر مخاطب کیا -

پردہان - رتن! ہم تم سے کچھ نہیں چاہتے - نہ کوئی مطالبہ کرتے ہیں - بلکہ پوچھنا یہہ ہے کہ تم نے راجدہانی کی راج کُماری کی عصمت پر حملہ کیا ہے -

رتن - بالکل غلط - وہ ایک معصوم رانی ہے - تم لوگ یہہ الزام لگا کر اُس سے

تخت و تاج چھیننا چاہتے ہو۔ مگر تمہارا یہ فریب کارگر نہیں ہو سکتا۔

بلونت۔ نہیں بلکہ ہم یہ الزام اُسکے سر سے مٹانا چاہتے ہیں۔

رتن۔ جب پہلے الزام ثابت کرو اُسکے بعد مٹانے کی کوشش بھی کر لی جائیگی۔

پردہان۔ الزام تو ثابت ہو چکا ہے۔

رتن۔ وہ کیسے؟

پردہان۔ یہہ اُس ہیرے کی انگوٹھی سے پوچھ جو تیری انگلی میں نرکھ کے انگارے کی طرح جگمگا رہی ہے۔ کیا یہ ہیرا راجہ کے خزانہ کے سوا تمام دُنیا میں کہیں اور بھی مل سکتا ہے؟ رتن کی نگاہ یکایک اُس انگوٹھی پر پڑی جو اوسکی انگلی میں تھی۔ وہ چونک پڑا اور سنے دلمیں کہا افسوس راجکماری کا راز فاش ہو گیا۔ مگر اوسکی عیارانہ فطرت نے فوراً اوسکی مدد کی۔ وہ ایکدم ہنسا۔ زور سے ہنسا" قہقہہ مار کر ہنسا اور کہنے لگا۔" کیا خوب بس اسپر وزارت کا دعویٰ ہے۔ اگر تمہاری پہچان اور شناخت کا یہی حال ہے تو مہاراج کا خزانہ بے شمار جھوٹے موتیوں سے بھرا ہوا ہو گا۔ پردہان یہہ انگوٹھی غریب رتن کی ہے۔ اسکا ہیرا مصنوعی ہے۔ بھلا ایک غریب شخص کے پاس وہ قیمتی ہیرا کہاں آسکتا ہے۔

پردہان۔ کچھ پروا نہیں۔ یہہ انگوٹھی ادہر پھینکدو۔

رتن۔ تم اس کا کیا کروگے؟

بلونت۔ ہم اسے شاہی خزانہ میں جمع کر دینگے۔

رتن۔ مگر رعیت کا مال اس طریقہ سے تو شاہی خزانہ میں نہیں بھرا جاتا۔

پردہان۔ یہہ مال تمہارا نہیں ہے بلکہ شاہی ہے۔

رتن۔ کوئی ثبوت۔

پردھان۔ انگوٹھی خود گواہی دے گی۔

بلونت۔ ہیچے اور انمول ہیرے کی چمک کہیں نہیں چھپتی۔

رتن۔ تو یہ لو اپنی ہیرے کی انگوٹھی (انگوٹھی پھینک دیتا ہے) اور اس سے اپنی عقلمندی کا ثبوت مانگو۔

بردھان۔ (انگوٹھی دیکھکر) ہائیں یہ تو واقعی جھوٹا ہیرا ہے۔

بلونت (دیکھکر) بیشک اسنے اصلی انگوٹھی چھپالی ہے اور نقلی ہمیں دیدی ہے

رتن۔ جن لوگوں کو اصلی اور نقلی ہیرے میں پہچان نہیں وہ اصلی اور نقلی انسان کو کیا پہچان سکتے ہیں۔ بردہان۔ بلونت سنو میرے پاس بھی ایک انگوٹھی ہے۔ اگر تم اسے میرے جرم کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہو تو لے جاؤ۔ ورنہ واپس کردو۔

بردھان (انگوٹھی دیکر) تو یہ انگوٹھی وہ نہیں ہے جسکی ہمیں تلاش ہے۔

بلونت۔ رتن تو بڑا بدمعاش ہے۔

رتن (انگوٹھی پھینکر) بس زبان روکو۔ بھوکے کتوں کی طرح نہ بھونکو۔ ورنہ ابھی اس انگوٹھی کی طرح تمہارے چولے بدل دوں گا۔ اور لوگوں کو پہچاننا مشکل ہو جائے گا کہ تم بردہان اور بلونت ہو یا کامردیس کے" ذلیل کتے۔

بردھان۔ او کامردیس کے ذلیل جادوگر، پرتھوی کے عیار بدمعاش تو ریاست کے ذمہ دار افسروں کو دہوکا دینا چاہتا ہے۔ لے ہوشیار ہو کہ تیرا وقت آپہنچا۔

بردہان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ بلونت نے سیٹی بجائی۔ دس مسلح سپاہی فوراً موجود ہو گئے۔ اور رتن سنگہ کی مشکیں کس لی گئیں۔ اسنے بہت شور مچایا۔ بڑا زور دکھایا مگر وہ سپاہیوں کی گرفت سے نہ نکل سکا۔ بلونت نے حکم دیا کہ جاؤ لے جاؤ اس مردود کو جیلخانہ میں قید کردو۔ سپاہیوں نے فوراً حکم کی تکمیل کی اور رتن سنگہ رسیوں میں جکڑا ہوا سپاہیوں کے ساتھ چلا گیا

چوتھا باب

خدا رسیدہ سادھو

ٹھیک اسی زمانہ میں جبکہ کامردیس کا راجہ مرگ باشی ہو چکا تھا۔ اور راجکماری کی دیوانی جوانی جادو جگا رہی تھی۔ کامردیس کے بن میں چند سادھو سمادھ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں سے دور پہاڑوں اور جنگلوں کی گپھاؤں میں اُنہوں نے اپنا استھان بنایا تھا جنگلی درختوں کی پھول پتیوں پر اُن کا گذر تھا۔ اور قدرت کے بنائے ہوئے چشموں کا پانی ان کی پیاس بجھاتا تھا۔ ایک گرو اور دس چیلے خدا کی یاد میں ہر وقت مستغرق رہتے تھے۔ اُنہیں نہ راجہ سے کوئی غرض تھی نہ پرجا سے کوئی مطلب تھا۔ وہ انسان کے سایہ سے پرندوں کی طرح بھاگتے تھے۔ درندے اُن کے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے۔ مگر اون کی محویت میں ذرا بھی فرق نہ آتا تھا۔

سمادھ کی میعاد پوری ہوئی تو گرو اور چیلوں نے آنکھیں کھولیں اپنی خوراک جنگلوں سے مہیا کی پانی پیا۔ اور گرو جی پھر سمادھ کی تیاریاں کرنے ہی کو تھے کہ جوالا نامی چیلے نے اُن سے کہا گرو جی اب تو اس زندگی سے من اجیرن ہو گیا ہے۔

گرو۔ نہیں بچہ۔ ایسا خیال بھی نہ کرنا۔ ورنہ پرمیشر ناراض ہو جائیگا۔

جوالا۔ گرو جی پرمیشر ناراض ہو یا خوش ہو۔ مگر ہمیں تو اب سنسان جنگل میں کچھ مزہ نہیں آتا۔ اور جب دل ہی نہیں لگتا تو مزہ کیا آئے۔

گرو۔ پھر تم کیا چاہتے ہو۔؟

جوالا۔ میں تو گرہست کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔

گرو۔ بچہ گرہستی کے بکھیڑوں میں پڑکر پرمیشر کی یاد نہیں ہو سکتی۔

جوالا - مگر میں نے تو اکثر سادہوؤں کو دیکھا ہے کہ وہ گرہست میں پڑکر بھی پرمیشر کی یاد کرتے ہیں - گروجی یہی سمادھ تو وہی ہے - ہماری آپ کی سمادھ کچی ہے -

گرو - نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا - سادھو اور رشی کے لئے برہمچاری ہونا نہایت ضروری ہے -

جوالا - ہوا کیوں نہیں - کیا گرو گورکھ ناتھ کی استری نہ تھی اور کیا رامچندر جی کو سیتا کے ساتھ لگاؤ نہ تھا -

گرو - تھا - مگر وہ سمادھ اور برہم کی منزلوں کو طے کر چکے تھے - اور ہمیں ابھی یہ منزلیں طے کرنی ہیں -

جوالا - میرا تو خیال ہے کہ بغیر سنجوگ کے ہم ان منزلوں کو طے نہیں کر سکتے -

گرو - یہ صرف خیال ہی خیال ہے - اسمیں حقیقت کچھ بھی نہیں -

جوالا - میں آپ کی بات کو اسوقت تک تسلیم نہیں کر سکتا جب تک کہ گرو جگناتھ اسکی تصدیق نہ کر دیں -

گرو - گرو جگنا تھ جی ہمارے اور تمہارے سب کے گرو ہیں - اُنہیں پرمیشر نے اپنا خاص گیان دھیان دیا ہے - پرتھوی اور آکاش دونوں اُن کے چرنوں میں اپنا سیس نواتے ہیں - چرند پرند سبھی اُنہیں اشیرباد دیتے ہیں - مگر دیالا ناتھ وہ بھی میری ہی تائید کرینگے -

جوالا - تو ہرج کیا ہے - اگر وہ آپکی تائید کرینگے تو ہم بھی مان لیں گے -

گرو - اگر گرو جی نے میری تائید کی تو پھر کیا سزا -

جوالا - کچھ نہیں - آپ میرے گرو اور میں آپ کا چیلہ - لیکن اگر اُنہوں نے میری تائید کی تو پھر آپ کو میرا چیلہ بننا پڑے گا -

گرو - اچھا بچہ چل - دیکھا جائے گا -

پانچواں باب

تریاہٹ اور عورتوں کا راج

لیلاوتی کو رتن سنگھ سے واقعی محبت تھی۔ وہ اوس پر ہر وقت اپنی جان نثار کرنے کو تیار تھی۔ اُسنے ریاست کے چند سمجھدار اور گیانی برہمنوں کو بلایا اور اُن سے پوچھا کہ میں اس راج کی رانی ہوں۔ اگر پرجا میں سے کسی کو پسند کرکے اوسکے ساتھ شادی کروں تو کچھ گناہ تو نہیں ہے۔ بعض برہمن اسکے خلاف تھے مگر بعض نے کہا کہ کوئی ہرج نہیں ہے۔ اگر رانی روز ایک نیا پتی کرے اور دوسرے دن اوسے چھوڑ دے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ رانی نے اپنے موافق برہمنوں کو بہت سا زر و مال دیکر رخصت کر دیا اور جن برہمنوں نے رانی کے خلاف حکم لگایا تھا اُنہیں قید کر دیا۔

ادھر تو لیلاوتی اس انتظام میں تھی۔ اُدھر ایک خادمہ نے اُسے خبر دی کہ پردہان اور بلونت نے رتن سنگھ کو قتل کروا دیا۔ رانی پر ایک بجلی سی گری۔ وہ اپنی تمناؤں کو اپنی گود میں جلا ہوا اور جھلسا ہوا دیکھکر رونے لگی۔ اوس کی کنول سی آنکھیں موتیوں کا ہار بنانے لگیں آخر اُسنے دل پر پتھر کی سل رکھ کر حکم دیا کہ پردھان اور بلونت کو ابھی حاضر کرو۔ دربانوں نے حکم کی تعمیل کی پردھان اور بلونت حاضر ہوئے۔ تو لیلاوتی نے مردانہ تیوروں سے پوچھا کیوں پردہان تمہیں اب اتنا ہو گیا ہے کہ تم ہمارے بیچ کے معاملات میں بھی خلل انداز ہونے لگے۔

پردہان۔ میں مطلق نہیں سمجھا کہ مہارانی کا کیا مطلب ہے۔

لیلاوتی ۔ رتن سنگھ کا کیا معاملہ ہے۔

پردھان ۔ رتن سنگھ ایک بدمعاش خوب آدمی ہے۔ میں نے سنا کہ وہ حضور کی طرف اچھے خیال نہیں رکھتا۔ اسلئے ۔ ۔ ۔ ۔

لیلاوتی ۔ اچھے خیال سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا محبت کوئی برا خیال ہے اور کیا کرودھ اور کپٹ رکھنے والا اچھے خیال کا آدمی سمجھا جاتا ہے۔ رتن سنگھ کا دل محبت اور پریم کے رس سے بھرا ہوا تھا۔ پھر میں اسے اچھا کیونکر نہ سمجھوں۔

بلونت ۔ مگر ریاست کا خیر خواہ ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر ایسے شخص کو جو ریاست کی کنیاؤں اور راج محل کی کنیزوں کو بری نیت سے دیکھے قتل کر ڈالیں۔ ہم لوگ اسی لئے ریاست کے بڑے بڑے کاموں پر مامور کئے گئے ہیں

لیلاوتی ۔ لیکن تمہیں اپنے اختیار سے سزا دینے کا کوئی حق حاصل نہ تھا تمہیں لازم تھا کہ پہلے مجھ سے پوچھتے جب میں حکم دیدیتی تو پھر سزا دیتے۔

پردھان ۔ حضور ہم نے سنا تھا کہ آپ اُس کے فریب میں مبتلا ہیں اسلئے آپ سے ایسی شرمناک بات پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

لیلاوتی ۔ ریاست میں دھرم اور ادھرم سبھی قسم کے جھگڑے ہوتے ہیں مگر راج سے کبھی نہیں چھپائے جاتے۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ مجھے بیوقوف سمجھتے ہو اور اپنی حکومت سے کام لینا چاہتے ہو۔

بلونت ۔ سری مہارانی یہ ہرگز ہماری منشا نہیں ہے۔ مگر ۔ ۔ ۔ ۔

لیلاوتی ۔ بس اگر مگر کر چکے۔ تلوار کھولو۔ وردی اُتار دو میں نے تمہیں اسی وقت سے موقوف کیا۔ پردھان اپنا قلمدان مجھے دو اور اپنے گھر سدھارو۔ بس مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے باپ کے نوکر میری راجدھانی میں سازش کرنا چاہتے ہیں۔ میں اپنے تمام مرد ملازموں کو آج سے برطرف کرتی ہوں۔ عورت ہی میری وزیر ہو گی عورت

ہی کوتوال ہوگی۔ فوجوں میں مردوں کی جگہ عورتیں کام کرینگی عورت ہی اُن کی کمانڈر بنیگی۔ پولیس کا کام بھی عورتیں ہی انجام دینگی۔ غرضکہ میں اپنی راجدھانی میں اب عورتوں سے حکومت کرانا چاہتی ہوں۔ مردوں کی ذات بیوفا ہے۔ میں ایک مرد بھی اپنی ریاست میں نہیں رکھنا چاہتی۔

پردھان (قلمدان دیتے ہوئے) اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو ہمیں کوئی عذر نہیں۔ لیکن ہم اس ریاست کے نمکخوار ہیں۔ اگر پرمیشور نے چاہا تو ہمیشہ وفادار رہیں گے۔ اور دکھا دیں گے کہ مہارانی کو ایک دن پھر ہمیں سے کام پڑے گا۔

بلونت۔ یہ اپنی تلوار لیجئے۔ اور یہ وردی لیجئے۔ مگر مہارانی آپ غلطی پر ہیں اور آپ کو اس ہٹ کا نتیجہ بہت جلد ملے گا۔

لیلاوتی۔ جاؤ۔ جو کچھ تم سے کیا جائے کر لینا۔ تمام رعیت کو میرے خلاف بھڑکانا لیکن اگر میرا نام لیلاوتی ہے تو میں کبھی بھولکر تمہارا نام نہ لونگی۔ پرمیشر نے راج مجھے دیا ہے۔ تو اس کا انتظام میں خود کروں گی۔

پردھان اور وزیر سلام کر کے چلے گئے۔ لیلاوتی نے اپنی کسی سہیلی کو وزیر اور کسی کو فوج کا سردار مقرر کیا۔ کسی کو کوتوال بنایا۔ رعیت کی جوان اور طاقتور لڑکیوں کو فوج میں بھرتی کر کے تمام مردوں کو نکالدیا وہ اس نئے انتظام سے بالکل مطمئن تھی۔ مگر اس کا دل رتن سنگھ کی محبت سے لبریز تھا۔ جب اُسے رتن سنگھ کا خیال آجاتا تھا تو وہ اپنے ہونٹھ چبا کر رہ جاتی تھی۔ اُس کا دل بےچین ہو جاتا تھا۔ اُسے حکومت ایک جنجال نظر آتی تھی۔ رتن سنگھ ابھی قیدخانے میں تھا مگر وہ سمجھتی تھی کہ قتل کر دیا گیا۔ جیلخانے میں بھی تمام عورتیں کام کرنے لگیں۔ رتن سنگھ کو رہائی کا موقع مل گیا۔ وہ قیدخانے سے بھاگ نکلا۔ اور رعیت کے بعض طاقتور مردوں سے مل گیا۔ حکومت کے خلاف اُنہیں اکسانے لگا۔

اسے یہ معلوم نہ تھا کہ پردہان اور بلونت اپنے عہدوں سے الگ کر دئے گئے ہیں۔ اسلئے وہ حکومت کے خلاف لوگوں میں برابر سازش پھیلاتا رہا۔ اور اُسنے پوشیدہ طور پر پانچ ہزار سورماؤں کی ایک فوج تیار کر لی۔ وہ حکومت پر حملہ کرنے کی فکر میں ریاست سے بہت دور نکلگیا۔ اور ایک دوسرے راجہ سے جا ملا۔ جس نے وعدہ کیا کہ وہ رتن سنگھ کے ساتھ کامردیس پر حملہ کرکے پردہان اور بلونت کو قتل کر دیگا۔ اور رتن سنگھ کو تخت و تاج دلا دیگا۔

رتن سنگھ کو یہ بھی گمان نہ تھا کہ لیلاوتی نے اُسے دھوکا دیا ہے اور شادی کا بہانہ کرکے اپنے وزیر سے گرفتار کرا دیا ہے۔ اسلئے وہ جیل خانے سے رہا ہوکر اپنے ارادوں اور منصوبوں کو پورا کرنے میں مصروف ہوگیا اور لیلاوتی سے ملنا بھی گوارا نہ کیا۔ کیونکہ اب وہ لیلاوتی کو قابل اعتماد نہ سمجھتا تھا۔ غرضکہ راجہ بان سنگھ والئی دلیپ نگر نے اوسے مطمئن کر دیا اور چڑہائی کی تیاریاں ہونے لگیں

چھٹا باب

گرو جگناتھ جی

جوالا ناتھ اپنے گرو کو لئے ہوئے گرو جگناتھ جی کے بھنڈارے میں پہونچا گرو جی نے اشیرباد دی اور پوچھا کہ بچہ میں نے تو کامردیس کے بنوں میں استھین یادھ اور تپشیا کا حکم دیا تھا تم یہاں کیوں چلے آئے۔

جوالا ناتھ۔ مہاراج یہ ہمارے گرو دیوک ناتھ جی کہتے ہیں کہ گرہست میں رہکر کوئی ساد ہو پرمیشر کی تپشیا نہیں کر سکتا۔ اور میں کہتا ہوں کر سکتا ہے آپ ذرا اسکا انصاف کر دیجئے۔

جگناتھ - بچہ سیوک ناتھ - کیا جوالا ناتھ سچ کہتا ہے -

سیوک - ہاں مہاراج میرا تو ایسا ہی خیال ہے -

جگناتھ - نہیں بچہ جو سادھو گرہست میں رہکر پرمیشور کی پوجا کرتا ہے اُسے پرمیشور بہت جلد مل جاتا ہے -

سیوک - مہاراج یہہ بات مجھے غلط معلوم ہوتی ہے -

جگناتھ - گرہست کی تکلیفیں اُٹھا کر اور دُکھ بھوگ کر بھی جو سادھو پرمیشور سے لگن لگاتے ہیں وہ پرماتما سے بہت جلد ملجاتے ہیں اور پرماتما اُن سے بہت خوش ہوتا ہے -

سیوک - مہاراج آپ گرو ہیں اور میں آپ کا داسی چیلہ ہوں - لیکن میرا وشواس تو یہی ہے کہ جو سادھو گرہست میں پڑکر برہمچاری نہیں رہتا اوسکی جیوآتما کمزور ہو کر پرماتما سے دور ہو جاتی ہے اور اُسے نرنکار کا سیدھا راستہ بہ مشکل ہی نہیں ملتا -

جگناتھ - نہیں بچہ! بلکہ جب سادھو گرہست یوگی ہو جاتا ہے تو اوسکی جیوآتما اپنی شکتیوں اور کام کو مٹا کر پرمیشور سے سنجوگ کرنے میں زیادہ تیز ہو جاتی ہے -

سیوک - مگر میں کیا کروں کہ مجھے یقین نہیں آتا - اور بالکل اُلٹی بات معلوم ہوتی ہے -

جگناتھ - اچھا بچہ - میں تجھے اس بات کا یقین دلاؤں گا - جا آج سے ایک جگ یعنی ۱۲ برس کے بعد تجھے میں ملوں گا - اور تجھے اس بات کا یقین دلا دوں گا کہ سادھو گرہست کے دھندوں میں پھنسکر بھی نرنکاری رہتا ہے - تو جا اور کام دیس کے جنگلوں میں تپسیا کر سادھو بن تو جا - اور

پرمیشور سے دھیان لگا۔

جوالا۔ کیوں گرو سیوک ناتھ جی ہم کیا کہتے تھے۔

سیوک۔ کچھ نہیں۔ ۱۲ برس سے پہلے میں تیری بات کو نہیں مان سکتا۔ یہ یہ کہکر سیوک ناتھ اور جوالا ناتھ سادھو جی سے رخصت ہوئے اور سادھو جگناتھ جی اپنی پوجا پاٹ اور سمادھ میں بدستور مصروف ہو گئے۔

ساتواں باب

عورت بغیر مرد کے نہیں رہ سکتی

لیلاوتی کو خدا کے دئے ساتوں سکھ نصیب تھے۔ وہ کاردیس کی رانی تھی اسکے حکم سے سب کچھ ہوتا تھا۔ اُسکے ایک اشارہ سے غریب دولت مند بنا دئے جاتے تھے اور دوسرے اشارہ سے دولتمند بھکاری ہو جاتے تھے۔ وہ جسکو چاہتی تھی قید کر لیتی تھی اور جس کو چاہتی تھی قید سے رہا کر دیتی تھی۔ وہ حکومت کرنے میں آزاد تھی۔ اُس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہ تھا اُسکی تمام حکومت میں عورتیں بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھیں جو اپنی بساط کے مطابق خدمت کرتی تھیں۔ اور گو اُن کا انتظام حکومت مردوں جیسا نہ تھا تاہم وہ گیان اور دھرم کے ساتھ دن رات اپنی خدمتوں کے انجام دینے میں مصروف رہتی تھیں۔ وہ عورتوں کو خود قواعد سکھاتی تھی۔ تلوار کے داؤں بتاتی تھی۔ آخر ایک مشہور راجہ کی بیٹی تھی بچپن سے وہ تلواروں ہی کا کھیل کھیلی تھی۔ تیر اندازی میں اُسے بڑی مشق تھی۔ اُس کا تیر کبھی خطا نہ کرتا تھا۔ اُسے تخت پر بیٹھتے ہی رعیت کے تمام محصول معاف کر دئے تھے۔ اسلئے رعیت اُس سے بہت خوش تھی

مگر حقیقت میں اُسکا قلب مُطمئن نہ تہا۔ وہ مرد کی خواہش میں باؤلی ہو رہی تہی اور ریاست کے انتظامات میں ایک قسم کی سُستی پیدا ہو گئی تہی۔ وہ دن رات اسی فکر میں رہتی تہی کہ اپنی جوانی کی لذتوں سے آشنا ہو۔ وہ راجہ کی بیٹی تہی اور اب ایک حکومت کی مالک تہی۔ اسلئے ہر کس و ناکس سے ربط و ضبط پیدا کرنا اسکے لئے موزوں نہ تہا۔ گو اوسکے لئے بڑے بڑے راجاؤں کے پیام آتے تہے اور راجہ مہاراجہ اوسکے ساتھ اپنی یا اپنے راج کنواروں کی لگن کرنے کیلئے بیحد تیار تہے۔ لیکن اوسکی مصاحب عورتوں نے اُسکے کان بھر دئیے تہے کہ اگر تم کسی سے شادی کرو گی تو راج گدی سے الگ کر دی جاؤ گی اور تمہارے اختیار میں کچھ نہ رہیگا۔ ریاست دوسروں کے قبضے میں چلی جائیگی۔ اسلئے لیلاوتی ہر پیام کو ٹھکرا دیتی تہی۔ اور ہر ایسے شدلیے کو انکار کے ساتھ واپس کر دیتی تہی۔ اُسکا دل ابہی رتن سنگہ کی محبت سے لبریز تہا۔ اُسے معلوم نہ تہا کہ وہ زندہ ہے ورنہ وہ اُس سے ملنے کی پوری کوشش کرتی اور اُس سے شادی کر لیتی مگر وہ یقین کر چکی تہی کہ رتن سنگہ کو اوسکے دشمنوں نے ہلاک کر دیا اور اب وہ رتن سنگہ سے کسی طرح نہیں مل سکتی جب اُس کا دل بہت بیقرار ہوا تو اُس نے اپنی سہیلیوں سے کہا کہ پیاری سہیلیو تم میری رازدار ہو دیکھتی ہو کہ میرے دن کیسے آہ اس گذرتے ہیں۔ میرے باغ جوانی پر کیسی خزاں چھائی ہوئی ہے۔ کوئل پپیہے سے خوش ہے۔ بلبل پہول سے مگن ہے۔ بہونرا کلیوں کا رس چوستا ہے مگر میں پاپن اپنی جوانی کی آگ میں خود ہی جلی جاتی ہوں۔ کیا تمہیں میری مطلق پروا نہیں ہے۔ کیا تم مجھے اس حال میں دیکھکر خوش ہوتی ہو۔ تمہارے سب کے پاس ایک ایک جوان ہے۔ جس کے پہلو میں تم اپنی راتوں کو دن بنایا کرتی ہو جس کی آغوش میں تم اپنی جوانی کو گرماتی ہو۔ تمہارے دلوں میں ٹھنڈک اور

تمہاری آنکھوں میں سکون کی مستی چھائی ہوئی ہے۔ مگر افسوس میں تنہا اپنے کرموں کا دکھ بھوگ رہی ہوں۔ اور میرے حال پہ کوئی مہربان نہیں ہوتا۔

سہیلیوں نے کہا مہارانی ہم ہر حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہیں اگر آپ حکم دیں تو شہر کے جتنے خوبصورت جوان ہیں سب کو ایک منٹ میں حضور میں حاضر کر دیں۔ حضور جسے چاہیں اپنا دھنی بنائیں۔ بھلا آپ کو کون روک سکتا ہے ہم تو ہر وقت حکم کے منتظر ہیں۔ لیلاوتی نے کہا۔ نہیں نہیں میں اسطرح ریاست میں بدنام و رسوا ہونا نہیں چاہتی۔ میں اپنی حسرتیں چھپ چھپا کر نکالنا چاہتی ہوں۔ اس طرح کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ تم چند معتبر جاسوس عورتوں کو کامردیس کے چاروں طرف بھیجو۔ اور ایسے نوجوان کو تلاش کرو جو ہر طرح بلوان اور میرے لایق ہو۔ جسے ابھی دنیا کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔ اور جو اشنگ برہمچاری رہا ہو۔ مگر دیکھو یہ کام بہت پوشیدہ طور پر ہونا چاہیئے۔ اگر رعیت میں خبر ہو گئی تو میرا ست اور عزت ہمیشہ کیلئے رخصت ہو جائیگا۔ سہیلیوں نے اسے اطمینان دلا دیا اور چند جاسوس عورتوں کو رانی کے کہنے کے مطابق کامردیس کے چاروں طرف روانہ کر دیا۔

آٹھواں باب

جاسوس عورتوں کی کامیابی

کامردیس، بنگالہ کا مشہور شہر اپنے چاروں طرف ایسے سبزہ زار اور ایسے مرغزار رکھتا ہے کہ سادھو اور سنیت سبھی وہاں رہنا اور زندگی بسر کرنا پسند کرتے ہیں۔ وہ اسکی سر سبز وادیاں، وہ اُمڈ جل آبشار۔ وہ سر سبز کھیت جنمیں دھان کھڑا ہوا ہے ایک حساس ہستی کو پریم اور سکھ کا پیام دینے کے لئے کافی ہیں۔ گرد جگنا تھ جی

اپنے ایک چیلے کے ساتھ اسی جنگل میں براجمان ہیں - اور خدا سے لو لگائے سمادھ
میں بیٹھے ہیں - کامردیس کے موہنی آنکھ والے ہرن آتے ہیں اور گرو جی کا
طواف کرکے چلے جاتے ہیں - گرو جی کو کسی سے کچھ مطلب نہیں ہے - وہ آنکھیں
بند کئے آسن جمائے ہر کے دھیان میں بیٹھے ہیں - مگر چیلہ کی نیت میں فرق ہے
دو دن رات کی تپشیا اور ہر ہر سے گھبرا گیا ہے - اس کا من دنیا کی نعمتوں کیلئے
للچا رہا ہے وہ چاہتا ہے کہ کسی ترکیب سے اسے کچھ بھوگ ملے - مگر یہاں جنگل میں
بھوگ کہاں - آخر ایک دن رانی کی چار سو عورتیں ادھر بھی آنکلیں - انہوں نے
دیکھا کہ ایک سادھو جی مہاراج لمبی ڈاڑھی لگائے جوگیا بھیس میں بیٹھے ہر سے لو لگائے
بیٹھے ہیں - وہ سمجھ گئیں کہ یہ ضرور کوئی برہمچاری ہے - ادھر جی تو خاموش آنکھیں
بند کئے بیٹھے تھے مگر چیلہ نے ان کے آنے کی سرسراہٹ سنی تو آنکھیں کھول دیں
دیکھا کہ بڑی سندر سندر عورتیں کھڑی ہوئی ہیں - ان کے ہاتھوں میں تھال ہے
اور تھال میں تر مال ہے - رال ٹپک [illegible] ناری تم کون ہو جو
سادھوؤں کی سمادھی میں خلل ڈالنے کو آ [illegible]

ایک عورت - سادھو جی مہاراج ہم [illegible] سے آئے ہیں اور آپ کے
گرو جی کے لئے کچھ پھل اور کھانا لائے ہیں -

چیلہ - مگر سادھو جی تو ہر کے دھیان میں [illegible]
رانی کے تحفوں کو قبول کروں گا -

سہیلیوں نے تھال چیلہ کے سامنے [illegible] اور [illegible] گرو جی
کچھ پاؤں کی آواز سنی تو آنکھیں بند کئے [illegible] خبردار
آنکھیں نہ کھولنا - چیلہ نے کہا نہیں گرو جی [illegible] ہوئے بیٹھا ہوں مگر
رام جانے یہ کون ہیں کہ بار بار مجھے چھیڑتی ہیں [illegible] مہاراج بھوجن کر لو -

عورتوں نے دیکھا کہ مہاراج بولے تو وہ بھی سب اُن کے گرد جمع ہو گئیں اور کہنے لگیں مہاراج ذرا ہماری بھی سُن لیجئے۔

گرو جی۔ تم سب کون ہو۔

ایک عورت۔ ہم رانی کی سہیلیاں ہیں۔ رانی نے ہمیں یہاں بھیجا ہے کہ ہم آپکو عزت کے ساتھ محلوں میں پہونچا دیں۔

گرو جی۔ مگر ایک سادھو اور ایک برہمچاری کو رانی کے محلوں سے کیا کام ہے۔

دوسری عورت۔ مہاراج آپ وہاں بھی اپنی پوجا کر سکتے ہیں۔ ہماری مہارانی کو سادھوؤں سے بڑا اعتقاد ہے وہ سادھوؤں کی خدمت کو اپنا نیک دھرم سمجھتی ہیں۔

گرو جی۔ نہیں بچہ۔ میں نہیں جا سکتا۔

تیسری عورت۔ رانی جی نے کہا ہے کہ اگر سادھو مہاراج نہ آئے تو میں خود انہیں جا کر لے آؤں گی۔ اگر آپ مہارانی کو تکلیف دینا چاہتے ہیں تو خیر ورنہ ہماری پرارتھنا قبول کیجئے اور محلوں میں پدھاریئے۔

گرو جی۔ کیوں بچہ تیری کیا رائے ہے۔

چیلا۔ گرو جی یوں تو آپ جو چاہیں کریں مختار ہیں۔ مگر رانی کی راجدھانی میں جا کر اس کی بات نہ ماننا میرے خیال میں اچھا نہیں ہے۔

گرو جی۔ مگر رانی ہمارا کیا کر سکتی ہے۔

چیلا۔ نہیں۔ رانی دکھ اپنا سمجھا کرے گی لیکن پھر بھی کچھ تو دیا کرنی چاہیئے۔ دیکھیے رانی نے آپ کا پرتاپ سُنکر اتنی دور سے اپنی سہیلیوں کو بھیجا ہے کہ آپ کو بلا لائیں۔ چل بھوجن کر آئیے۔ جب رانی کا ایسا سچا پریم ہے تو اسے ٹھکرانا سادھوؤں کا کام نہیں ہے۔

گروجی ۔ بچہ تیرا دل دُنیا کی طرف مائل نظر آتا ہے۔
چیلہ ۔ نہیں مہاراج میں تو دُنیا سے کچھ مطلب ہی نہیں رکھتا ۔ جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا ۔ مجھے دوش نہ دیجئے (عورتوں سے) چلی جاؤ ۔ اے پاپی عورتو چلی جاؤ ہمارے گرو تم سے ناراض ہوتے ہیں ۔ اون کو سادھ میں فرق آتا ہے۔
ایک عورت ۔ مہاراج دیا کرو اور گروجی کو سمجھاؤ کہ ہماری التجا مان لیں اور ہمیں نا اُمید نہ کریں ورنہ رانی کو بڑا رنج ہوگا۔
گروجی (آنکھیں کھولکر) ہیں ہیں بچہ ان پردوش استریوں کو اسطرح نہ للکار۔ دیکھ تو کیسی کیسی سُندر مورتیاں ہیں ۔ پرمیشر کی اچھا پر غور کر ۔ اور اوسکی قدرت کا تماشہ دیکھ۔
چیلہ ۔ ہاں مہاراج میں تو بہت دیر سے دیکھ رہا ہوں اب آپ دیکھئے۔
ایک عورت ۔ کرپا کرو مہاراج کرپا کرو اور ہم داسیوں کو نراس کرکے نہ ٹالو ۔ ہم تمہارے چرن چھوتے ہیں ۔ تم ہم پر کرپا کرو اور ہماری رانی کے محلوں میں چلو۔
گروجی ۔ اچھا ہمارے داسیو ۔ اگر تم نہیں مانتیں تو خیر میں چلتا ہوں ۔ مگر دیکھو اپنی رانی سے کہہ دینا کہ مجھے ہاتھ نہ لگائے ۔ میں دو چار گھڑی بیٹھ کر اور دھونی کی راکھ دیکر چلا آؤں گا ۔ آہ میری سادھ میں تم لوگوں نے خلل ڈالدیا۔
ایک عورت ۔ نہیں مہاراج کوئی ہم اور کوئی بات آپکی مرضی کے خلاف نہ ہوگی آپ بالکل نچنت رہیں۔
اسکے بعد گروجی نے اپنا جھولا اور سنگاسن سنبھالا ۔ کھڑا اُٹھ پہنے ۔ چیلے نے بھی اپنا سامان اُٹھایا اور دونوں ہرہر کرتے ہوئے رانی کی سہیلیوں کے ساتھ محلوں کی طرف روانہ ہوگئے ۔ گروجی کے من میں تو خدا جانے کیا خیال ہوگا مگر چیلہ بہت خوش نظر آتا تھا وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ بڑی مدت کے بعد خدا نے

دن پھیرے - اب خوب موہن بھوگ ملیگا - اور دن رات عیش میں گذریگی رانی کے محلوں میں جانا گویا - اوسکے لئے بیکنٹھ کا پیغام تھا - گرو جی کے قدم تو آہستہ اُٹھ رہے تھے مگر چیلہ چلتے چلتے آگے بڑھ جاتا تھا -

نواں باب

سادھو جی گرہست آشرم میں

لیلاوتی اپنی جوانی کے جوش میں چکری کی طرح چکر کھا رہی تھی - اُسکا دماغ پریشان ہو رہا تھا وہ بہت کچھ سوچتی تھی اور پھر سب کچھ بھول جاتی تھی - اُسکے حواس ٹھکانے نہ تھے دن اُس کے لئے پہاڑ ہو جاتا تھا اور رات تو کسی طرح کاٹے نہ کٹتی تھی - وہ دن رات اپنی سہیلیوں سے مردوں کا ذکر کر کے اپنے دل کو بہلاتی تھی - اسوقت بھی وہ اسی ذکر فکر میں تھی - اور سہیلیوں سے کہہ رہی تھی کہ مرد کا جنم بھی پرمیشور نے عجیب جنم بنایا ہے میں تو جانوں اس چولے میں وہ خود ہی براج رہا ہے -

ایک سہیلی - اسمیں کیا شک ہے مہارانی - مردوں کی لیلا بھی عجیب لیلا ہے - اگر مرد نہ ہوں تو عورتوں کی زندگی بیکار ہے -

لیلاوتی - میں نے بہت بُرا کیا کہ مردوں کو اپنی ریاست کے ہر کونٹ سے الگ کر دیا -

دوسری سہیلی - نہیں یہ تو آپ نے بُرا نہیں کیا - مگر

لیلاوتی - ہاں ہاں مگر - بولو بولو -

تیسری سہیلی - مگر یہ بُرا کیا کہ آپ نے اپنی شادی نہ کی - اور رتن سنگھ

ساگبرد جوان آپ کے ہاتھ سے نکل گیا۔

لیلاوتی - آہ رتن سنگھ کا خیال تو عمر بھر میرے دل سے نہیں نکل سکتا۔ وہ بے موت مارا گیا یہہ اُسی کا صبر ہے کہ میں دن رات بے چین ہوں۔ اور مجھے کسی کل چین نہیں ہے۔ اگر مجھے اوسکی لاش بھی کہیں مل جاتی تو میں اوسے اپنی موہنی بھری آنکھوں سے پھر زندہ کر لیتی اور دل میں چھپا کر رکھ لیتی۔ ظالموں نے اوسکی لاش بھی خدا جانے کہاں پھینک دی۔ اوسکی صورت، اوسکی مورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت میرے سامنے کھڑا ہوا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ لیلاوتی، اب شادی کب کرو گی۔ آہ رتن رتن، یہہ کہکر لیلاوتی بھاگنا چاہتی تھی کہ سامنے سے سہیلیاں دو سادہوؤں کے ساتھ اندر داخل ہوئیں۔ لیلاوتی ٹھٹک گئی۔ اسکی نگاہیں۔ گروجی کے چہرہ پر جم گئیں اور وہ یکایک جوش میں آکر بولی۔ سادہو جی مہاراج بچاؤ بچاؤ۔ اور مجھ نردھن کو اپنی پناہ میں لو۔

گروجی - رانی، اتنی نہ گھبراؤ۔ پرمیشور تیرے لئے سکھ اور آنند کا تاج لئے کھڑا ہے۔

لیلاوتی - گروجی مجھے راج اور تاج کی ضرورت نہیں۔ میں شانتی کی محتاج ہوں آپ سے شانتی کی بھیک مانگتی ہوں۔ خدا کے لئے مجھپر رحم کیجئے۔ اور مجھے اپنے کلیجہ سے لگا لیجئے۔

گروجی (کلیجے سے لگا کر) او سیتا کو ہرنے والی لیلاوتی۔ او کرشن کی نگاہوں سے برسا ہوا تیر۔ گھبرا نہیں۔ جگناتھ کی آغوش تیری جوانی کو اور تجھے پناہ دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

چیلہ - لو گروجی کی نیت تو بگڑ گئی۔ اب دیکھئے ہمارا بھی سنجوگ کسی سے ہوتا ہے

یا نہیں۔

لیلاوتی۔ تو مہاراج آپ نے اپنی داسی کو قبول کر لیا۔

گرو جی۔ کر لیا۔ رانی کر لیا۔ تیری رسیلی چتونوں کے جادو نے ایک سادھو کے من کو ہر لیا۔ میری چالیس برس کی تپشیا تیری ایک نگاہ کی نذر ہو گئی۔ تو نے میرے تپ کو اپنی اداؤں کی اُجلی آگ سے دھونی کی راکھ بنا دیا۔ بس اب میں تیرا ہوں اور تیرا رہوں گا۔

لیلاوتی۔ مہاراج میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جب تک جیونگی آپ کی سیوا کرونگی اور چرنوں سے الگ نہ رہوں گی یہہ راج پاٹ سب کچھ آپ کا ہے۔ اور میں آپکی داس ہوں۔

ایک سہیلی۔ مگر گرو جی یہہ لمبی ڈاڑھی اور یہہ جوگیا لباس اب آپ کو زیب نہیں دیتا

گرو جی۔ کچھ پروا نہیں نائی کو بلاؤ ڈاڑہی اُسکا حصّہ ہے۔ کمہار کو آواز دو یہہ کپڑے اُس کے لئے ہیں۔

بس پھر کیا تھا۔ نائی آیا اور دم بھر میں گرو جی کی لمبی اور گھنی ڈاڑھی اُسترے کی نظر ہو گئی جوگیا لباس اُتارا گیا۔ شاہی خلعت جسکے دامنوں میں سچے موتی ٹکے ہوئے تھے پہنایا گیا۔ سر پر تاج رکھا گیا۔ اب تو گرو جی مہاراج کچھ اور ہی ہو گئے۔

دہ اور ہی لباس تھا جسمیں کچھ اور تھے
اب دیکھئے کچھ اور ہیں اس پیرہن میں ہم

جب گرو جگناتھ جی نے گرہست آشرم کو اچھی طرح حاصل کر لیا۔ تو اپنے چیلہ کو بھی ایک حسین چھوکری دیدی۔ اور دونوں گرو چیلے آرام اور عیش کی

زندگی بسر کرنے لگے کسی کو کچھ معلوم نہ تھا کہ رانی کے محلوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اسلئے کہ انتخاب شہر میں سے نہیں ہوا تھا اور جاسوس عورتیں دو بیل جنگل سے اٹھا لائی تھیں۔ اسی طرح بارہ برس کا مل گذر گئے۔ لیلا دیوی سے ایک لڑکا بھی پیدا ہو گیا جسکی عمر اسوقت ۱۰ سال کی ہے۔ سادہو جی مہاراج جواب راج ناتھ کے نام سے محلوں میں مشہور ہیں اپنا ستت اور اپنی سادھنا سب بھولے بیٹھے ہیں بادشاہوں اور راجاؤں کی طرح عیش کر رہے ہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں وہ ہی ہوتا ہے لیلا دیوی اُن پر جان و دل سے نثار ہے۔ چیلا الگ عیش کر رہا ہے۔ غرضکہ وہ سادہو جو جنگل میں دہونی رما رہے تھے آج محلوں میں راج کر رہے ہیں۔

دسواں باب

ایک شوہر پرست عورت

سادہو سیوک ناتھ اپنے گرو کے حکم کے مطابق کا مردیس کے جنوں میں تپسیا کر رہے تھے۔ کبھی کبھی جب بھوک بہت ستاتی تو بھکشا کے لئے کسی گانوں میں نکل جاتے تھے اور جو کچھ مل جاتا تھا کھا کر پانی پی لیتے تھے۔ ایک دن وہ بھکشا کے لئے ایک گانوں میں پہونچے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے لولے لنگڑے اور اپاہج شوہر کو کھانا کھلا رہی ہے اپنے ہاتھ سے نقمے بنا بنا کر اوسے کھلاتی ہے اور اپنے ہاتھ سے پانی پلاتی ہے سیوک ناتھ بڑی دیر تک کھڑے مانگا کئے جب عورت نے دیکھا کہ سادہو جی کسی طرح ٹلتے ہی نہیں تو کہا کہ مہاراج جب میں اپنے پتی کو کھانا کھلا لونگی اسوقت تمہیں بھکشا دونگی۔ جلدی نہ کرو۔

سیوک ناتھ یہ سنکر آگے بڑھے اور بولے اچھا مائی تیرا کلیان ہو۔

عورت۔ سادھو جی میرا کلیان تو ہو یا نہ ہو مگر تم پہلے اپنے گرد کا کلیان کرو
سیوک۔ کیوں میرے گرو کو کیا ہوا؟
عورت۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں۔ سادھو بنے پھرتے ہو اور دوسروں کا کلیان کرتے ہو۔
سیوک۔ آخر کچھ بتاؤ تو سہی میرے گرو کو کیا ہو گیا ہے؟
عورت۔ وہ بارہ برس سے رانی لیلا دیوی کے محلوں میں گرہست کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جوگ وغیرہ سب تیاگ دیا ہے۔ محلوں میں راجہ بنے بیٹھے ہیں اُن کے بریم سے ایک بچہ بھی ہو چکا ہے۔ جسکی عمر اسوقت دس سال کی ہے۔
سیوک۔ اے عورت کیا سچ کہتی ہے؟
عورت۔ جھوٹ بولنے سے مجھے کیا فائدہ؟
سیوک۔ لیکن تجھے یہ سب کچھ کیونکر معلوم ہوا۔ تو ایک گاؤں کی رہنے والی معمولی استری۔ تجھے اپنے سوامی کی سیوا سے فرصت ہی نہیں۔ پھر تو اس بھید سے کیونکر واقف ہو گئی۔
عورت۔ مہاراج۔ یہ بات مجھے صرف اپنے سوامی کی سیوا سے حاصل ہوئی ہے میرے دل کا آئینہ اُجلا ہو گیا۔ جو کوئی میرے سامنے آتا ہے مجھے اُس کے تمام حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔
سیوک ناتھ۔ آہا جب ایک انسان کی خدمت سے ایسے پھل ملجاتے ہیں تو جو شخص ایشور کی خدمت کرے گا وہ تو نہ جانے کیا پھل پائے گا۔ اے ایشور نرنکار تیری لیلا اپرم پار ہے۔ تو ایک جاہل عورت کو اپنا گیان دھیان دیکر اوست پرم آتما کی جوت دید بتا ہے اور ایک رشی منی سادھو کو ذرا سی دیر میں ناکارہ بنا دیتا ہے۔ یہ تیری ہی قدرت ہے کہ تو دریاؤں میں خاک اڑا دیتا ہے اور

خاک میں باغ اُگا دیتا ہے۔ اے نیک عورت اگر یہہ بات سچ ہے تو میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تونے مجھے ایک بڑے گہرے راز سے آگاہ کر دیا۔

عورت۔ اچھا مہاراج اب تم جاؤ۔ اور اپنے گرد کو اُس مُصیبت سے بچاؤ جو سادھوؤں کی نگاہ میں مُصیبت ہے اور گنہگار دُنیا والوں کی نگاہوں میں عیش و عشرت ہے اب میں تم سے زیادہ دیر باتیں نہیں کر سکتی اسلئے کہ میرے سوامی کی سیوا میں دیر ہوتی ہے۔

سیوک ناتھ۔ اچھا مائی میں جاتا ہوں۔

عورت۔ لو یہہ بھکشا بھی لیتے جاؤ۔

سیوک۔ بس اب مجھے کسی بھکشا کی ضرورت نہیں۔ میرا من دُنیا کے لابھ سے بالکل ہٹ گیا ہے۔ میں کبھی کبھی کچھ کھا لیتا تھا مگر اب قسم کھاتا ہوں کہ جب تک اپنے گرد کو گرہست آشرم کے چکر سے نہ نکال لوں گا کچھ نہ کھاؤں گا۔ افسوس گرد جی کہتے تھے نہیں بلکہ دعویٰ کرتے تھے کہ گرہست آشرم میں پڑ کر بھی ایک سادھو اپنی سکتی اور اپنی خدمتوں کو قائم رکھہ سکتا ہے۔ اُنہیں کیا خبر تھی کہ وہ ایک روز خود اس چکر میں پڑ کر اپنے دہرم ادرست کا ناش کرنے والے ہیں خیر اب میں جاتا ہوں اور اُنہیں گرہست کے اُس چکر سے نکالتا ہوں۔

گیارھواں باب

مہاراجہ رتن سنگھ جی بہادر

اس بارہ برس میں رتن سنگھ نے کئی بار کامروپ پر حملہ کرنا چاہا مگر جب اُس نے اِرادہ کیا کوئی نہ کوئی ایسی بات سدِ راہ ہو گئی کہ حملہ نہ کر سکا کبھی اُسکے جوانوں

میں وبا پھیل جاتی تھی۔ کبھی بیماری سے لوگ مرنے لگتے تھے۔ کبھی وہ خود بیمار ہو جاتا تھا۔ غرضکہ ایک نہ ایک غدر ایسا پیدا ہو جاتا تھا کہ وہ حملہ نہ کر سکتا۔ راجہ مان سنگھ مر چکے اور اُن کا کنور رتن سنگھ کے موافق نہ تھا۔ اب جو کچھ کر رہا تھا رتن سنگھ خود کر رہا تھا۔ مگر زمانہ اسقدر دراز ہو چکا تھا کہ اوسکے ارادوں میں بھی ایک قسم کی کمزوری اور ایک طرح کا اضمحلال پیدا ہو گیا تھا۔ آخر اوسنے سوچتے سوچتے یہ سوچا کہ راجہ کنور سین کے دل میں کسی طرح اعتماد قائم کیا جائے۔ کنور سین اپنے باپ مان سنگھ کے مرتے ہی صاحب اقتدار ہو گیا تھا۔ مگر تھا بڑا سخت مزاج۔ رعیت تو رعیت وہ اپنے عملہ پر بھی نہایت سختیاں کرتا تھا۔ اور سب اوس کے غصہ سے بید کی طرح کانپتے تھے۔ مگر رتن سنگھ بہادر تھا۔ خوبصورت تھا اُس نے کسی نہ کسی طرح راجہ کے دل میں گھر کر لیا۔ اور عہدہ وزارت پر مامور ہو گیا۔ کنور سین پہلے تو رتن سنگھ کی طرف کچھ زیادہ مخاطب نہ ہوا مگر جب اُسنے دیکھا کہ رتن سنگھ بہت جلد سلطنت کے کاروبار پر حاوی ہو گیا ہے تو وہ بھی اُسے پیار کرنے لگا۔ رتن سنگھ کی فطرت میں سازش اور فساد پنہاں تھا۔ وہ ہر شخص سے سامنا کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے جب اوسکی بنیادیں مضبوط ہو گئیں تو اوسنے کنور سین کی جان لینے کے بھی منصوبے باندھے۔ کنور سین ابھی نوجوان تھا۔ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی۔ اور نہ ابھی اوسکی شادی ہوئی تھی اوسکی ماں ضعیف العمر تھی۔ اور ریاست میں دوسرا کوئی ایسا نہ تھا جو حکمرانی کے قابل سمجھا جاتا۔ اسلئے رتن سنگھ کے لئے اچھا موقع تھا کہ وہ کنور سین کو ہلاک کر کے ریاست پر خود اپنا قبضہ کر لے۔

سپہ سالار افواج اور پولیس کپتان دونوں اُسکے زیر اثر تھے اور وہ رعیت میں بھی کافی رسوخ حاصل کر چکا تھا۔ آخر دس برس کی لگاتار کوششوں کے بعد وہ اپنی اُمیدوں میں کامیاب ہوا۔ اور ایک دن جبکہ راجہ بہت خوش تھا۔

اور شراب پی رہا تھا اس نے شراب میں زہر ملا کر اُسے دیدیا۔

شراب کو غم غلط کرنے کا ذریعہ کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس سے غم غلط ہو جاتا ہو لیکن رئیسوں اور ریاست کے حکمرانوں کے لئے شراب زہر قاتل سے کم نہیں ہے۔ ایک صاحب حکومت کو ہر وقت اور ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اسکے دشمن بہت ہوتے ہیں اور دوست کم ہوتے ہیں ہر صاحب اقتدار کے اختیارات سے محفوظ رہنے کی کوشش عام طور پر کی جاتی ہے اور کوئی نہیں چاہتا کہ کسی کے اختیار میں اپنے اختیارات دیدے۔ جانور جو پنجرے میں قید کر لئے جاتے ہیں پنجرے سے نکلنے کے آرزو مند رہتے ہیں۔ گو وہ شکاری کی مرضی کے مطابق بولتے اور پڑھتے ہیں لیکن جب انہیں موقع ملتا ہے اڑ جاتے ہیں اور پھر ہاتھ نہیں آتے۔

اس لئے خدا نے جن لوگوں کو صاحب اختیار بنایا ہے انھیں ادھر تو اپنے اختیارات میں تنظیم اور انتظام رکھنے کی ضرورت ہے اُدھر اُن لوگوں سے محتاط اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو ہر وقت اُن کے اختیار میں ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماری جان خطرہ میں ہے۔ ان تمام حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکمرانوں کے لئے اپنے مصاحبوں کے ساتھ بیٹھ کر شراب پینا بڑی حد تک نامناسب اور خطرناک ہے۔ اگر کنور سین شراب کا عادی نہ ہوتا تو محال تھا کہ رتن سنگھ کے فریب میں آجائے۔ اور اس بے بسی کے ساتھ اپنی جان دیدے۔ مگر افسوس شراب کے شوق نے اُسے اندھا کر دیا اور وہ بالآخر اپنی جان نہ بچا سکا۔ جب کنور سین کا انتقال ہو گیا۔ تو رتن سنگھ تاج پہنکر ایک دربار عام میں کھڑا ہو گیا اور اُس نے درباریوں اور رعیت کے سامنے کنور سین کی موت پر افسوس کرتے ہوئے کہا کہ اب آپ لوگ جس مکھ

سر پر چاہیں یہ تاج رکھدیں کوئی اس قابل نہ تھا کہ تاج کا دعویدار ہوتا آخر سب نے یک زبان ہو کر کہدیا کہ مہاراج یہ تاج تو اب آپ ہی کو مبارک ہو۔ اپنے سر پر رکھیئے۔ اور ہم لوگوں پر راج کیجئے۔ رتن سنگھ تو یہہ چاہتا ہی تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے فوراً تاج اپنے سر پر رکھ لیا۔ اور مہاراجہ دھراج رتن سنگھ جی مشہور ہو گیا۔ رتن سنگھ کے دل میں لیلاوتی کا خیال بدستور چٹکیاں لے رہا تھا۔ اوسکی موہنی صورت اُسے چین سے نہ بیٹھنے دیتی تھی۔ مگر اب سر پر حکومت ہونے کے بعد اُسنے ارادہ کر لیا کہ وہ ضرور کام دیس پر حملہ کرے گا اُسے مخبروں نے یہ خبر بھی دیدی کہ آجکل راج کا کام ایک ساد ہو چلا رہا ہے اور وہ ہی لیلاوتی کے مزاج میں بے حد دخیل ہے۔ وہ جانتا تھا کہ ایک ساد ہو راج کا کام کیا انجام دے سکتا ہے۔ اُسے اِس خبر سے اور بھی تسکین تھی کہ وزیر اعظم اور سپہ سالار دونوں اپنے عہدوں سے برطرف کر دئے گئے ہیں اب اُسکے دل میں اگر کوئی غصہ تھا تو وہ لیلاوتی کی طرف سے تھا اور وہ چاہتا تھا کہ جس طرح ہو فرصت دیکر لیلاوتی سے انتقام لے اور اوسکی ریاست پر حملہ کرکے لیلاوتی کو اپنے قبضہ میں لے آئے۔

بارہواں باب

گرو چیلہ کا ملاپ

سیوک ناتھ جو تپسیا کرکے بہت کچھ کمال حاصل کر چکے تھے، اپنے گرو کے اس حال کو سنکر بے حد پریشان تھے۔ مگر بیچارہ یہہ تھا کہ لیلاوتی کے محلوں تک رسائی کیونکر ہو آخر انھوں نے سوچا کہ گائن بنکر محلوں تک رسائی کرنا چاہیئے

عورت کا بھیس بنایا ستار ہاتھ میں لیا اور ڈیوڑھی پر گتیں بجانے لگے۔ دربان کو کچھ دیا اُس نے اندر جاکر خبر کردی کہ مہاراج ایک گانے والی عورت آئی ہے بڑا سُندر ستار بجاتی ہے اگر حکم ہو تو حاضر کی جائے۔ راج ناتھ اور لیلاوتی اُوس وقت بہت خوش تھے اُن کا بچہ راجکمار دہیں اُن کے پاس کھیل رہا تھا۔ حکم دیا کہ بلا لاؤ۔ عورت آئی۔ ستار بجایا اور ایسے ایسے بھجن گائے کہ گرو جگنا تھ کو اپنی قدیم حالت یاد آگئی۔ مگر دُنیا کی پریم اور لالچ کا رنگ اُن پر کافی چڑھ چکا تھا۔ جو خیال آیا دل سے نکال دیا۔ سیوک ناتھ نے جو گانے والی عورت کے بھیس میں تھا سوچا کہ یہہ مورکھ تو اب بھی نہ سمجھا آخر اُس نے پھر ایک بھجن شروع کیا جسمیں گرو جگنا تھ کی پوری لیلا بھری ہوئی تھی اور نام بھی تھا۔ گرو جگنا تھ نے پوچھا اے عورت یہ بھجن تو نے کہاں سے سیکھا ہے۔؟

گائن۔ مہاراج یہہ بھجن مجھے کامردیس کی ہواؤں نے خود بخود سکھا دیا ہے۔

جگنا تھ۔ کیا تو گرو جگنا تھ سے واقف ہے۔

گائن۔ جی ہاں واقف ہوں۔ میں اُن کے ساتھ برسوں رہی ہو۔ اور وہ میرے گرو بھی ہیں۔

جگنا تھ۔ وہ اب کہاں ہیں؟

گائن۔ لیلاوتی رانی کے محلوں میں۔

جگنا تھ۔ لیلاوتی کے محلوں میں؟

گائن۔ جی ہاں۔ لیلاوتی کے محلوں میں۔

جگنا تھ۔ اے عورت تو پاگل تو نہیں ہے؟

گائن۔ جی نہیں میں تو پاگل نہیں ہوں مگر میرا گرو پاگل ہو گیا ہے۔

جگنا تھ۔ کیا بکتی ہے۔

گائن - میں سچ کہتی ہوں - جھوٹ بولنا میرا شیوہ نہیں ہے -
جگناتھ - تو وہ یہاں کہاں ہے -
گائن - یا تو آپ ہیں یا میں ہوں -
جگناتھ - تو -
گائن (بھیس بدلکر) جی نہیں بھولی - آپ گرو جگناتھ ہیں -
جگناتھ - اے سیوک ناتھ - اُف -
لیلاوتی - کیوں مہاراج آپ پریشان کیوں ہو گئے - اگر آپ حکم دیں تو میں اس بگلا بھگت سادھو کو ابھی یہاں سے نکلوا دوں -
جگناتھ - نہیں رانی یہ بگلا بھگت سادھو نہیں ہے بلکہ پرمیشور کا بھگت ہے میں بھی اس سے ڈرتا ہوں - اسنے بڑی بڑی محنتیں کی ہیں - اسکی سمادھ ساری دنیا میں مشہور ہے - آہ یہ کمبخت یہاں بھی آگیا -
سیوک ناتھ - کیوں گرو جی اب کیا بچار ہے -
جگناتھ - بچہ سیوک ناتھ میں تو اب گرہست آشرم میں پھنس گیا ہوں - مجھ سے تو اب پرمیشور کی بھگتی نہیں ہوتی - کیا تم مجھے اسی رنگ میں چھوڑ دوگے اور کچھ دن آرام سے گذر جانے دوگے -
سیوک ناتھ - گرو جی تعجب ہے کہ آپ سا بلوان گیانی سادھو اپنے چیلے سے ایسی باتیں کرے - آپ تو فرماتے تھے کہ سادھو گرہستی کے بکھیڑوں میں پڑکر بھی بھگوان سے غافل نہیں ہوتا اب یہ کیا ہو رہا ہے -
جگناتھ - بے شک سیوک ناتھ میرا دعویٰ غلط تھا - میرا بڑا بول آج میرے سامنے آگیا - مگر بچہ تو مجھے اسی رنگ میں رہنے دے - میں تیرے لئے پرمیشور سے چین اور سکھ کی دعا کردوں گا -

سیوک ناتھ۔ گروجی جب تم اپنے لئے دعا نہیں کر سکتے تو میرے لئے دعا کیا کرو گے۔ میری عرض تو یہ ہے کہ آپ اس آشرم کو چھوڑ کر اپنی پرانی گدی سنبھالیے۔ آپ کو کچھ وہی سوبھا دیتی ہے۔

جگناتھ۔ اچھا اگر تو نہیں مانتا تو میں سوچوں گا۔ لیلاوتی سیوک ناتھ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان کے لئے سب انتظام کر دو۔

لیلاوتی۔ بہت اچھا مہاراج۔

ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ راج کنور کھیلتے کھیلتے میز پر گر پڑا۔ میز پر سیاہی کی دوات کھلی رکھی تھی وہ تمام جسم اور کپڑوں پر گر پڑی ماں نے جلدی سے کپڑے اتارے۔ باپ کو رنج ہوا۔ اور سیوک ناتھ سے کہا کہ جاؤ راج کنور کو باغ کے چشمہ پر صاف کر دو۔

سیوک ناتھ۔ صاف کر دوں جو آگیا مہاراج!

سیوک ناتھ یہ کہکر راج کنور کو لے گیا۔ اور راج ناتھ لیلاوتی سے اپنے مستقبل کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔

تیرہواں باب

سادھو سیوک ناتھ کا کمال

سیوک ناتھ ابھی راج کنور کو صاف کرکے آیا تھا کہ راج ناتھ کے مشورہ کے مطابق لیلاوتی سیوک ناتھ کو اپنی پریم میں پھنسانے کیلئے سولہ سنگھار کرکے آئی اور جب سیوک ناتھ سمادھ سے فارغ ہوئے تو لیلاوتی نے کہا۔ مہاراج آپ نے اس ترلوک میں بڑے بڑے دکھ پائے ہیں اب کچھ دن آرام کیجئے محلوں میں

رہیئے جس سندر سے سندر عورت کو آپ چاہیں گے اوس سے آپ کی شادی کر دی جائیگی۔

سیوک ناتھ۔ رانی یہ ڈورے اپنے راج ناتھ پر ڈالو۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا میں یہاں صرف گروجی کو ساتھ لے جانے کے لئے ٹھیرا ہوا ہوں۔ اسکے بعد یہ راج محل میرے کسی کام کا نہیں۔

لیلاوتی۔ دو پریمیوں کے بیچ میں کھنڈن ڈالنا سادھوؤں کا کام نہیں ہے

سیوک ناتھ۔ اسی طرح ایک سادھو کو بھگوان کی یاد سے دور کر دینا رانی کا کام نہ ہونا چاہیئے۔

لیلاوتی۔ میں تو اپنی پریم سے مجبور ہوں۔

سیوک ناتھ۔ اور میں ایشور کے حکم سے مجبور ہوں۔

لیلاوتی۔ میں آپ کو اس راج کا پردہان بنا دوں گی۔

سیوک۔ ایسا پردہان بننے سے کچھ فائدہ نہیں جسکی عزت ذرا سی دیر میں دو کوڑی کی کر دی جائے۔

لیلاوتی۔ میں راج سینا کا افسر کر دوں گی۔

سیوک۔ آخر ایک دن اپنی تلوار مجھے تمہارے سامنے ڈالنی پڑے گی۔

لیلاوتی۔ مہاراج تم ابھی دنیا کے مزوں سے واقف نہیں ہو۔

سیوک۔ اور رانی جی تم ابھی گیان دھیان کے راز سے بے خبر ہو۔

لیلاوتی۔ دنیا سُکھ کرنے کی جگہ ہے۔

سیوک۔ نہیں بلکہ دُکھ بھوگنے کی۔

لیلاوتی۔ ادھر دیکھ (اپنا جسم برہنہ کر دیتی ہے)

سیوک (آنکھیں بند کر کے) جا جا او دنیا کی فریبی پتلی۔ حرص اور ہوس میں

بھری ہوئی زہریلی ناگن، میرے سامنے سے دور ہو جا۔ اور مجھے اپنی بے حیا تصویر نہ دکھا۔

سیوک ناتھ کے منہ سے آخری جملہ نکلا ہی تھا کہ دو عورتیں بھاگی ہوئی اور روتی چلاتی محل میں آئیں اور کہنے لگیں مہارانی غضب ہو گیا۔

لیلاوتی۔ کیوں؟ کیا ہوا۔ جلدی کہو میرے راج ناتھ تو اچھے ہیں۔

ایک عورت۔ مہارانی آپ کے راج کنور کے ٹکڑے باغ کے چشمہ پر پڑے ہوئے ہیں۔ لیلاوتی یہ سنتے ہی چیخ کر رونے لگی۔ راج ناتھ جو محل کے ایک گوشہ میں کھڑے یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے دوڑے ہوئے آئے ماجرا پوچھا اور جب معلوم ہوا کہ اُن کے پُتر راج کنور کا قتل ہو گیا تو وہ بھی رونے لگے۔

سیوک ناتھ۔ گرو جی یہ رونا دھونا بیکار ہے۔

لیلاوتی۔ ہائے میرے بچے۔ میرے بچہ کو اس موذی ساد ہو نے قتل کیا ہے میں ابھی اسے نرکھ میں بھیجے دیتی ہوں۔

راج ناتھ۔ کیوں سیوک ناتھ کیا اس جرم کا مرتکب تو ہوا ہے اور کیا میرے راج کنور کو تو نے قتل کیا ہے۔

سیوک ناتھ۔ مہاراج آپ ہی نے تو کہا تھا کہ اسے صاف کر دو۔ میں نے صاف کر دیا۔

راج ناتھ۔ ہائے میرے پُتر اب میں تجھے کہاں پاؤں۔

سیوک ناتھ۔ مہاراج آپ تو مہتماں ہیں۔ اگر پُتر کی ایسی ہی محبت ہے تو آپ اسے جلا کیوں نہیں دیتے۔ کیا گرہست آشرم میں آ کر آپ اپنی تمام شکتیاں بھی بھول گئے۔

راج ناتھ۔ سیوک ہاں تو نے خوب یاد دلایا۔ میں ابھی منتر پڑھتا ہوں اور

اپنے منتر کو جلاتا ہوں۔

راج ناتھ نے یہ کہکر منتر پڑھنا شروع کیا۔ مگر وہاں کیا رکھا تھا۔ گرو جی کی شکتیاں اور طاقتیں تو سب لیلاوتی کی محبت نے چھین لی تھیں۔ بہتیرا منتر پڑھا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔

سیوک نے کہا بس مہاراج۔ دیکھا آپ نے گرہست آشرم کا مزا۔ آج اگر آپ اپنے پہلے آشرم میں ہوتے تو کیا راج کنور کو جلا نہ لیتے۔ راج ناتھ شرم سے پانی پانی ہوئے جاتے تھے۔ آخر لیلاوتی نے سیوک ناتھ سے کہا کہ تم بڑے سادھو بنے پھرتے ہو تمہیں اپنی شکتی دکھاؤ۔ اگر تم نے میرے راج دلارے کو نہ جلایا تو یاد رکھو اسی کے ٹکڑوں کے پاس تمہارے بھی ٹکڑے پڑے ہونگے۔

سیوک ناتھ۔ رانی یہ راج بھیک کسی اور کو دکھانا۔

راج ناتھ۔ لیلاوتی چپ ہو جاؤ۔ پرمیشور کو یہی منظور تھا۔

سیوک ناتھ۔ گرو جی اگر آپ کہیں تو میں اپنی شکتی دکھاؤں۔

راج ناتھ۔ بچہ دکھا۔ اور جلد دکھا۔ میں تو کسی کام کا نہیں رہوں۔

سیوک ناتھ نے منتر پڑھا۔ اور چند منٹ نہ گذرے تھے کہ راج کنور کھیلتا ہوا محل میں چلا آیا۔ ماں نے کلیجہ سے لگایا۔ باپ نے پیار کیا۔ اور سیوک ناتھ کی شکتی کے سب قائل ہو گئے۔ تمام محل میں شور ہو گیا کہ سادھو سیوک ناتھ نے مرے ہوئے کنور کو زندہ کر دیا۔ راج ناتھ نے راج کنور کو سینے سے لگا کر پوچھا کہ بیٹا تم کہاں تھے۔

راج کنور۔ پتاجی ہم تو بیکنٹھ کے ایک ہرے بھرے باغ میں کھیل رہے تھے۔ وہاں ایسی ایسی سندر مورتیں تھیں کہ اس پرتھوی پر کہیں نظر نہیں آتیں۔ آپ نے ہمیں وہاں سے ناحق بلا لیا۔

راج ناتھ - وہاں سے تم کس طرح چلے آئے۔

راج کنور - میں وہاں گیند سے کھیل رہا تھا کہ گیند ایک چشمہ میں جا پڑی میں اسے لینے کے لئے دوڑا - تو میرا پاؤں پھسل گیا - اور میں چشمے میں ڈوب گیا آنکھ کھلی تو اپنے باغ کے چشمے کے کنارے بیٹھا تھا - میں نے محل میں غل شور سنا تو یہاں چلا آیا۔

سیوک ناتھ - بس گروجی اب ان باتوں کو رہنے دو - اور یہہ سنسار کے تماشے ہیں ایسے ہی ہوتے رہیں گے۔

راج ناتھ - ہاں میں ضرور چلوں گا - مگر دو چار روز اور ٹھہر جاؤ۔

سیوک ناتھ - نہیں مہاراج اب تو میں نہ ٹھہرونگا - اور آپ کو لے جاؤں گا جب بارہ برس میں آپکی طبیعت سیر نہ ہوئی تو دو چار دن میں کیا سیر ہو سکتی ہے۔

لیلاوتی - سادھوجی مہاراج میرے کہنے سے ٹھہر جایئے۔

سیوک ناتھ - میں تو اب کسی کے کہنے سے نہیں ٹھہر سکتا۔

راج ناتھ - مگر سیوک ناتھ - وہ میرا جوگ کا لباس کہاں ہے جسے پہنکر میں تیرے ساتھ چلوں گا۔

سیوک ناتھ وہ ابھی آیا جاتا ہے۔

(سیوک ناتھ تالی بجاتا ہے اور راج ناتھ یعنی گرو جگناتھ کے پہلے کپڑے آسمان سے گر پڑتے ہیں) لیجئے مہاراج یہ لباس پہنئے - جو آپ کا اصلی لباس ہے - اور دنیا کے نبھانے والا لباس اُتار کر پھینک دیجئے غرضکہ سیوک ناتھ نے راج ناتھ کو مجبور کر لیا - اور گرو جگناتھ بارہ برس کے بعد اس آشرم میں سینکڑوں حسرتیں اپنے دل میں لئے ہوئے سیوک ناتھ اپنے چیلے کے ساتھ چلے چلتے وقت لیلاوتی بہت روئی اور چپکے سے چار سونے کی اینٹیں راج ناتھ کے جھولے میں ڈالدیں اور

اُن سے کہدیا کہ یہہ آڑے وقت آپ کے کام آئینگی۔ گرو جگناتھ نے رانی لیلاوتی کا محل چھوڑنے کو تو چھوڑ دیا مگر زمین پانوں پکڑے لیتی تھی۔ وہ آگے قدم بڑہاتے تھے اور قدم پیچھے پڑتا تھا۔ پریم اور حرص کا پنجہ اُن کا دامن اپنی طرف کھینچے لیتا تھا بارہ برس جو چین پایا تھا وہ گروجی کو بار بار یاد آتا تھا لیلاوتی کی محبت اُس کا حسین شباب۔ اور اوسکا مال دولت گروجی کو روکنے کی کوشش کرتے تھے مگر اُن کا چیلہ سیوک ناتھ ان سب طاقتوں پر غالب تھا۔ جب ذرا سی کمزوری گروجی میں پیدا ہوتی تھی تو وہ فوراً سنبھال لیتا تھا۔ اس کشمکش کے ساتھ آخر گروجی کامرودیس کی سرحد سے نکل گئے۔

چودہواں باب

بہادر لیلاوتی

رتن سنگہ نے سوچا کہ بغیر کسی وجہ کے کامرودیس پر حملہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے اُسنے یہہ چال سوچی کہ اپنی فوج کے دو جوان کامرودیس بھیجے اور اُن سے کہا کہ تم سیدھے محل کی طرف چلے جانا۔ اور وہاں جاکر دربان سے کہنا کہ ہم محل میں جانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ روکیں تو انھیں قتل کر دینا۔ محل میں جاکر رانی لیلاوتی سے ملنا اور اُس سے کہنا کہ تمھیں رتن سنگہ جی مہاراج نے بلایا ہے ہمارے ساتھ چلو۔ اگر رانی چلی آئے تو اُسے عزت کے ساتھ لانا۔ اور اگر انکار کرے تو لڑائی پر آمادہ ہو جانا۔ مارنا اور مرجانا مگر ناکام واپس نہ آنا۔ جب رنبیر اور بادل کو رتن سنگہ نے یہہ پٹی اچھی طرح پڑہا دی تو وہ دونوں پہلوان کامرودیس روانہ ہوئے۔ رانی کے محلوں کے پاس پہونچے دربانوں نے

روکا تو انہیں قتل کر دیا۔ فوراً یہ خبر لیلاوتی کو پہونچی اُسنے حکم دیا دونوں کو میرے سامنے حاضر کرو۔ رسبیل اور باسل دونوں پہونچے لیلاوتی نے پوچھا کہ تمنے میرے دربانوں کو کیوں قتل کیا۔

رسبیل ۔ اسلئے کہ انہوں نے ہمیں محل میں داخل ہونے سے روکا تھا۔

لیلاوتی ۔ یہ اُن کا فرض تھا۔ تمہیں اپنی اطلاع مجھے باقاعدہ دینی چاہیئے تھی۔

باسیل ۔ تو ہمارا فرض تھا کہ ہم نے انہیں قتل کر دیا۔

لیلاوتی ۔ تم لوگ کہاں سے آئے ہو۔

رسبیل ۔ ہم مہاراج ادھراج رانا رتن سنگھ جی بہادر کے پاس سے آرہے ہیں

لیلاوتی ۔ کون رتن سنگھ۔

باسیل ۔ آپ مہاراج کا نام بے عزتی سے نہ لیں۔

لیلاوتی ۔ آخر یہ کون سے رتن سنگھ جی ہیں۔؟ کیا وہ ہی جو کبھی کامردیس میں رہتے تھے۔ اور جن کو میں خوب جانتی ہوں۔

رسبیل ۔ جی ہاں وہ ہی۔

باسیل ۔ تو مہاراج نے ہمیں اسلئے بھیجا ہے کہ تم ہمارے ساتھ اُن کے پاس چلی چلو۔

لیلاوتی ۔ مگر وہ تو یہاں میرے پردہان کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے تھے؟

رسبیل ۔ آپ نے خواب دیکھا ہوگا۔ یا وہ کوئی اور رتن سنگھ ہوگا۔ ہمارے مہاراج بہادری کے ساتھ جیتے ہیں اور بہادری کے ساتھ جیتے رہیں گے۔ اُنہوں نے قوم کی خدمت اور اپنی شکتیوں سے ریاست کو فتح کیا ہے۔ اور عام رائے کے موافق اُنہیں تخت و تاج دیا گیا ہے۔

لیلاوتی ۔ ہوگا۔ مگر میں وہاں نہیں جا سکتی۔

رسبیل۔ آپ کو مجبوراً چلنا پڑے گا۔

بارسیل۔ ہم بغیر آپ کو لئے یہاں سے نہیں جا سکتے۔

لیلاوتی۔ کیا تم نے لیلاوتی کے محل کو کسی کسبی کا مکان سمجھا ہے۔ کیا تم لیلاوتی کو ایک بزدل عورت سمجھتے ہو۔ بس خبردار اگر آنکھ اٹھائی یا قدم بڑھایا تو ابھی ابھی خون میں نہاتے نظر آؤ گے۔

لیلاوتی کی یہ خشمناک باتیں سُنکر دونوں کی روح فنا ہوگئی۔ مگر رتن سنگھ کے الفاظ "مارنا اور مرجانا" ان کے کانوں میں نقش ہو چکے تھے۔ اُن دونوں نے دفعتاً اپنی جگہ سے جست کی وہ جانتے تھے کہ لیلاوتی پر حملہ کریں مگر لیلاوتی نے بڑی پھرتی سے اپنا دونالی سنہری طمنچہ نکالا اور دو فائر کر دئے۔ دونوں وہیں ڈھیر ہو گئے۔ لیلاوتی نے حکم دیا کہ ان دونوں لاشوں کو رتن سنگھ کے پاس پہونچا دیا جائے۔ اور خود اپنے خلوت خانے میں چلی گئی۔

پندرہواں باب

گرو گرو ہے اور چیلا چیلا ہے

کامروپ دیس کی حدوں سے نکلکر سیوک ناتھ اپنے گرو کے ساتھ ایک ایسے لق و دق جنگل میں پہونچا جہاں چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ تھے۔ اور کہیں انسان کا نام بھی نہ تھا۔ بڑے بڑے غاروں میں وحشی درندے بیٹھے ہوئے اپنی آنکھیں چمکا رہے تھے۔ سر بفلک درخت خدا کے جلال و جبروت کا پتہ دے رہے تھے تمام جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔ سیوک ناتھ کو اس جنگل سے ایک خاص کیفیت حاصل ہوئی کیونکہ جو لوگ خدا کی بھگتی میں رہتے ہیں

اُنھیں ایسے ہی جنگلوں میں زیادہ لطف آتا ہے۔ مگر گرو جگناتھ کے دل میں ابھی دنیا کی موہ اور لالچ موجود تھا۔ اُسنے سوچا کہ میرے پاس سونے کی چار اینٹیں ہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں چور ڈاکو ہم پر حملہ کریں اور سونا چھین کر لے جائیں اس لئے کہنے لگا کہ بچہ مجھے تو جنگل میں بھئے (خوف) معلوم ہوتا ہے۔ یہاں سے جلد کہیں اور نکل چلو جہاں آدمیوں اور انسانوں کی بستی ہو۔

سیوک ناتھ۔ مہاراج بھگوت ایسے ہی جنگلوں میں اپنی لیلا دکھاتا ہے۔ اُسکی قدرت کے خزانے ایسے ہی ویرانوں میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ آپ ناحق خوف کرتے ہیں۔ ڈرتے ہیں۔ اگر کوئی ڈاکو آگیا تو سب سے پہلے میں اسکا مقابلہ کرنیکو تیار ہوں۔

جگناتھ۔ بچہ۔ پھر بھی یہاں من نہ لگیگا۔ میں ذرا استھان کو ہو آؤں تم میرے جھولے کی رکھوالی کرنا۔ اسکے بعد کہیں آگے چلیں گے۔

یہہ کہکر گرو جگناتھ جی اپنی ضرورتیں رفع کرنے کیلئے کہیں اوٹ میں چلے گئے سیوک کو خیال ہوا کہ سادھو کا جھولا کیا اور اُسکی رکھوالی کیا۔ اسمیں زیادہ سے زیادہ بھکشا کے سوکھے ٹکڑے۔ آٹا۔ اور دان کے پیسے ہو سکتے ہیں۔ پھر گروجی نے اسکی رکھوالی کا مجھے حکم کیوں دیا۔ اُسنے فوراً جھولا اُٹھایا اور دیکھا تو اسمیں چار سونے کی اینٹیں تھیں۔ سیوک ناتھ کو یقین آگیا کہ گروجی کا ڈر صرف انہیں سونے کی اینٹوں کی وجہ سے ہے کہ جن کے پاس مال و اسباب ہوتا ہے وہی چور اور ڈاکوؤں سے ڈرتے ہیں۔ اُسنے وہ چاروں اینٹیں جھولے سے نکالیں اور ایک چشمہ میں جو قریب ہی بہہ رہا تھا پھینک دیں۔ اسکے بعد خاموش ہوکر بیٹھ گیا۔ اتنے میں گروجی آگئے آتے ہی اپنا جھولا سنبھالا تو سونے کی اینٹیں غائب تھیں۔ مُنہ فق ہوگیا۔ دل دھڑکنے لگا۔ ایکدم چیخ اُٹھے کہ سیوک ناتھ

میں لٹ گیا۔ میں برباد ہو گیا۔
سیوک ناتھ۔ کیا ہوا گروجی۔ کس نے لوٹ لیا۔ کیا لٹ گیا۔
جگناتھ۔ بچہ میرے جھولے میں چار سو ٹکی اینٹیں تھیں جو مجھے چلتے وقت لیلاوتی نے دی تھیں کہ یہہ آڑے وقت کام آئینگی۔ وہ ابھی ابھی غائب ہو گئیں۔ اگر تو نے دیکھی ہیں تو پرمیشر کے لئے بتا دے۔
سیوک ناتھ۔ گروجی دنیا کے اس فانی دھن کے لئے آپ کو اتنا رنج نہ کرنا چاہیے یہہ دنیا کا دھن کسی کے پاس نہیں ٹھہرتا۔ اِدھر آتا ہے اُدھر چلا جاتا ہے۔ پھر ایک ساد ہو کو تو دنیا کے دھن سے ویسے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔
جگناتھ۔ میں کیا کروں میرا دل نہیں مانتا سیوک ناتھ جلد بتا میرا سونا کہاں ہے
سیوک ناتھ مہاراج بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے وہ سونے کی اینٹیں اس چشمہ میں ڈالدیں۔ آپ میں شکتی ہو تو نکال لیجئے۔
جگناتھ۔ افسوس یہہ تو نے بہت برا کیا۔ میرے ساتھ تجھے ایسی بدسلوکی کبھی نہ کرنی چاہیے تھی۔ سیوک اب میں اتنا سونا کس طرح حاصل کر سکتا ہوں۔ افسوس تو نے مجھے غارت کر دیا۔ تو نے مجھے جیتے جی مار ڈالا۔ میں کہیں کا نہ رہا۔ ہائے ایشور (رب) اب میں کیا کروں۔
سیوک ناتھ۔ گروجی آپ تو عورتوں کی طرح روتے ہیں۔ فضول اپنی جان کھوتے ہیں پرمیشر نے تو سادہوؤں اور فقیروں کو وہ طاقت دی ہے کہ اگر چاہیں تو ذرا سی دیر میں یہہ تمام پہاڑ سونے کے بن جائیں۔ اگر تمہارے دل میں سونے کی ایسی ہی حرص باقی ہے تو لو (تالی بجاتا ہے اور سب پہاڑ سونے کے ہو جاتے ہیں) جتنا سونا چاہتے ہو اپنے جھولے میں بھر لو۔ اور اگر لیلاوتی اور راجکنور کی محبت تمہارے من سے نہیں نکلتی تو لو (تالی بجاتا ہے سامنے سے پہاڑ پھٹتا ہے ا

لیلا وتی اور راج کنور کھڑے نظر آتے ہیں) وہ دونوں بھی موجود ہیں۔ ان کا ہاتھ پکڑو اور دنیا میں عیش اڑاؤ۔ مگر گروجی۔ یہہ دنیا کی فنا ہو جانے والی چیزیں ہیں۔ خدا کے گھر میں نہ سونا کام دیتا ہے نہ جورو نہ کنور۔ صرف اپنی بھگتی کام آتی ہے۔ جو لوگ پرمیشر کی بھگتی کرتے ہیں۔ اُن کے پاؤں سے سونا اور چاندی لگے پڑے رہتے ہیں وہ خاک کی چٹکی کو اکسیر بنا دیتے ہیں۔ اور انہیں گھاس پھوس میں بھی کیمیا ہی کیمیا نظر آتی ہے۔ دُنیا کی ظاہری دولت اور سونے چاندی عورت اور اولاد کی محبت کچھ کام نہیں دیتی۔ خدا کے بھگتوں کو خدا کی محبت ہی فائدہ پہونچاتی ہے۔ گروجی کیا کہتے ہو۔ دولت بھی لے لو۔ عورت بھی لیلو۔ اولاد بھی لیلو۔ ایک طرف یہہ دُنیا کے دہوکے اور فریب چمک رہے ہیں۔ دوسری طرف خدا جوگ لئے کھڑا ہے اب تم جیسے مناسب سمجھو لے لو۔ تمہیں اختیار ہے۔ اور تمہاری پسند ہی پر ان تمام باتوں کا آخری فیصلہ ہے۔

جگناتھ۔ بس بس بس۔ اب میرا دل دنیا اور اوسکے پریم سے بھر گیا۔ مجھے سونا چاہئے نہ عورت، نہ اولاد، مجھے اب دُنیا کی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ مجھے دُنیا کی حرص نے اندہا بنا دیا تھا۔ میں دُنیا کی محبت میں دیوانہ ہو گیا تھا۔ مگر پرمیشور نے مجھ پر دیا اور بڑا کرم کیا۔ اب میرا دل آئینہ کی طرح چمک رہا ہے۔ اور مجھے یہہ سونا سانپ اور بچھو نظر آرہے ہیں۔ ہٹا لے ان سب کو میرے سامنے سے ہٹا لے۔ میں ان (انہیں) ایک نظر دیکھنا نہیں چاہتا۔

سیوک ناتھ نے تالی بجائی سب غائب ہو گیا اور پھر وہی سنسان جنگل اور پہاڑ خاموش کھڑے تھے۔ سیوک ناتھ کو اپنی فتحمندی پر بڑا غرور تھا۔ کہ میں نے چیلہ ہو کر اپنے گرو کو بنگالہ کے جادو سے چھڑا دیا۔ اُسے اپنے بلوان اور گیانی ہونے پر تکبر آیا۔ مگر اب تمام راز افشا ہونے کا وقت آچکا تھا۔ وہ منہ پھیرے گروجی

پر ہنس رہا تھا۔ اور اپنے کمالات پر ناز کر رہا تھا۔ دفعتاً اِدہر منہ کیا تو دیکھا کہ گروجی غائب ہیں۔ بہت پریشان ہوا۔ اِدھر دیکھا اُدہر دیکھا یہاں ڈہونڈا وہاں ڈہونڈا۔ سارا جنگل چھان مارا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ چڑھ کر گروجی کو تلاش کیا۔ چشموں کی تہوں میں پہونچ پہونچ کر گروجی کو ڈہونڈا۔ مگر گروجی کہاں خدا کو اپنی قدرت کا چمکتا ر دکھانا تھا۔ سیوک نا تھ پریشان ہوگیا مگر کہیں گروجی کا پتہ نہ ملا۔ آخر وہاں سے گرد آشرم کیطرف روانہ ہوگیا۔ تاکہ ان تمام واقعات کی اطلاع دیدے۔ اُسے یقین آگیا کہ گروجی تو آنکھیں بند کئے کھڑے تھے۔ ضرور کوئی شیر آیا اور گروجی کو لیگیا اُسے بے حد رنج تھا کہ اس محنت سے تو گروجی کے من کو دنیا کی محبت سے صاف کیا مگر افسوس گروجی کی زندگی نے وفا نہ کی اور اِدہر میرا منتر چلا اُدہر موت کا جادو بھی گروجی پر چلگیا۔

سولھواں باب

کامرو دیس پر حملہ

ربیل اور باسل کی لاشیں رتن سنگھ کے دربار میں عین اوسوقت پہونچیں جبکہ وہ دربار کے سامنے اپنی بہادری کی داستانیں سُنا رہا تھا۔ اور اپنے سورماؤں کی تعریف کر کے اُنہیں انعام واکرام سے مالامال کر رہا تھا۔ کسی نے نہ پہچانا کہ لاشوں کا لانے والا کون تھا۔ وہ دفعتاً فرش پر زور سے گریں اور سب کے سب اُن کی طرف متوجہ ہوگئے۔ رات کا وقت تھا۔ لاشیں غور سے دیکھی گئیں تو وہ ربیل اور باسل کی تھیں۔ جب بھلا رتن سنگھ کو غصہ آئے تو جائے کہاں۔ اُسکا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ اُسکے مُنہ سے کف نکلنے لگا۔ اُسنے تلوار میان سے نکالی۔

اور حکم دیا کہ " کل صبح سورج نکلنے سے پہلے پچاس ہزار فوج میدان جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ ہم کامردیس پر حملہ کرینگے۔ اور وہاں کی رانی کو اپنا مطیع بنا ئینگے۔ افسوس اُسنے میرے دو زبردست پہلوانوں کو قتل کر کے میرے دربار میں بھیجا ہے میں اوسکی ریاست کے ایک ایک مرد عورت کو موت کے گھاٹ اُتاروں گا اور اُسوقت تک اپنی تلوار کو قبضہ میں نہ رکھوں گا جبتک کہ کامردیس میں خون دریا اور سمندر کیطرح نہ بہنے لگے "

لیلاوتی سمجھتی ہے کہ میں اُس سے کمزور ہوں۔ اُسے اپنی فوجوں پر ناز ہے اوسکی محبت عداوت سے بدل گئی ہے۔ اُسنے یہہ لاشیں میرے پاس بھیجکر گویا مجھے لڑائی کا پیام دیا ہے۔ اچھا لیلاوتی۔ ہوشیار ہو جا۔ جسے تو اپنا دوست سمجھتی تھی وہ ہی تیرا دشمن بنکر تجھپر موت کی طرح آتا ہے۔ گھبرا نہیں! میں بہت جلد ان دونوں پہلوانوں کے خون کا بدلہ تیرے خون سے لونگا اور جبتک تیرا سر کاٹ کر نہ پھینک دونگا مجھے چین نہ آئیگا۔ میں تلوار کی قسم کھاتا ہوں کہ جبتک تیرا سر میرے تخت کا زینہ نہ بنایا جائیگا میں اپنے تخت پر قدم نہ رکھوں گا اور جبتک میرے تاج میں تیرے تاج کے تمام ہیرے نہ ہونگے یہہ تاج بھی اپنے سر پر نہ رکھوں گا۔ رتن سنگھ نے یہہ تقریر ایسے جوش میں کی کہ دربار والے کانپ گئے۔ سب کے جسموں میں رعشہ آگیا۔ سب سر جھکائے کھڑے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ اسوقت بات بھی کرے۔ آخر اُسنے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد تخت پر تاج رکھدیا اور نیچے اُتر کر للکارا

گلاب سنگھ!

گلاب سنگھ۔ حضور عالی۔

رتن سنگھ۔ جاؤ۔ ابھی فوجوں کو تیار ہو جانے کا حکم دیدو۔

گلاب سنگھ۔ جو حکم حضور۔ ابھی چند گھنٹوں میں تمام فوجیں تیار ہو جاتی ہیں حضور بالکل اطمینان رکھیں۔

یہہ کہکر گلاب سنگھ جو سردار افواج تھا فوراً چلا گیا۔ اسکے بعد رتن سنگھ نے پھر ایک سردار کی طرف دیکھا اور للکار کر کہا۔ شرت سنگھ!

شرت سنگھ۔ سری مہاراج۔

رتن سنگھ۔ دیکھو میرے بعد ریاست کے انتظام میں کوئی فرق نہ آئے۔ میں اس مہم پر خود جا رہا ہوں۔ ریاست تمہارے حوالے ہے۔ اگر ذرا بھی بدنظمی ہوئی تو اس کا جواب صرف تم سے لیا جائیگا۔ پانچہزار فوج ریاست کی حفاظت کے لئے ریاست میں موجود رہیگی۔

شرت سنگھ۔ حضور بالکل اطمینان رکھیں۔ آپ کے بعد بھی کوئی شکایت کسی قسم کی پیدا نہ ہوگی۔ اور جیسا انتظام حضور کے سامنے ہوتا رہا ہے ویسا ہی ہوتا رہے گا۔

رتن سنگھ۔ اچھا دربار برخاست کرو۔ برہمنوں کو بلاؤ کہ وہ صبح سے یہاں اگنی کنڈ جلا کر تپسیا کریں اور میری فتحمندی کی دعائیں مانگیں۔ جب میں فتحمند ہو کر واپس آؤں گا تو انعام و اکرام میں اپنے خزانے خالی کر دوں گا۔ اس کے بعد دربار برخاست ہو گیا۔ رتن سنگھ محل میں چلا گیا اور سب درباری اپنے اپنے گھر پہونچے۔ فوجوں میں حل چل مچ گئی۔ بگل بجنے لگے۔ گھوڑے ہنہنانے لگے۔ بھاگ دوڑ ہونے لگی۔ ہاتھی اونٹ اور گھوڑے کسے جانے لگے۔ فوجی سپاہی اپنی وردیاں اور ہتھیار صاف کرنے لگے۔ غرضکہ صبح ہوتے ہوتے رتن سنگھ کا لشکر کا مردویں پر حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔ اور سورج نکلنے سے پہلے رتن سنگھ سب کو لیکر روانہ ہو گیا۔

سترہواں باب

تریا چرتر

لیلاوتی کو ادھر تو برراج ناتھ کے چلے جانے کا افسوس تھا کہ مدتوں کے بعد پرچھاری مرد ملا تھا تو وہ بھی بدقسمتی کے ہاتھوں چھن گیا۔ اُدھر رتن سنگھ کی طرف سے ایک خاص قسم کا خوف و ہراس اُسکے دل پر چھایا ہوا تھا۔ وہ بہتیرا سوچتی تھی کہ ان الجھنوں سے کسی طرح نجات ملے مگر کوئی تدبیر اوسکے ذہن میں نہ آتی تھی۔ اوسکی کچھ محبت راج کنور میں بھی تقسیم ہو گئی تھی مگر پھر بھی برراج ناتھ کی محبت اسے سخت تکلیف دے رہی تھی جس کے پہلو میں اُسنے بارہ سال گذارے تھے جب برراج ناتھ کا خیال اوسکے دل سے باہر نکل جاتا تھا تو رتن سنگھ کا خیال اُسپر غالب آجاتا تھا۔ وہ کہتی تھی کہ اگر یہ رتن سنگھ وہی رتن سنگھ ہے جسپر میں اپنا دل نثار کرتی تھی تو مجھے بغیر جنگ کے شکست مان لینی چاہیئے۔ مگر جنگ کیسی کیا وہ مجھ سے لڑے گا۔ ہرگز نہیں۔ اُسکے دل میں میری محبت ہے۔ اوس کی آنکھوں میں میری آبرو ہے۔ اگر پہلوانوں کی لاشیں پہونچنے کے بعد اُس ریاست کی فوجوں کا مجھپر حملہ ہوا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ رتن سنگھ وہ رتن سنگھ نہیں ہے جس سے مجھے محبت تھی۔ مجھے اُسکے حملوں کا سختی کے ساتھ جواب دینا چاہیئے اور اگر رتن سنگھ وہی ہے تو پھر اوسکی خاموشی اور تحمل کا یقین کرکے مجھے خود اوسکی آغوش کیطرف کھنچ جانا چاہیئے۔

لیلاوتی ابھی انہیں خیالوں میں تھی کہ ایک خادمہ دروازہ سے گھبرائی ہوئی آئی اور کہنے لگی میری مہارانی غضب ہو گیا۔ ستم ہو گیا۔

لیلاوتی۔ کیا ہے لڑکی کیوں گھبرا رہی ہے۔
خادمہ۔ حضور سنا ہے کہ رتن سنگھ پچاس ہزار فوج کے ساتھ کامرودیس کی سرحد
پر آ پہونچا ہے اور بار بار لڑائی کا بگل بجا رہا ہے۔
لیلاوتی۔ کچھ پروا نہیں۔ حکومتوں کیلئے لڑنا بھڑنا کھیل ہے۔ وہ آیا ہے تو شکست
کھائے گا۔ سینا کی سردار عورت کو بلاؤ۔

خادمہ جاتی ہے اور فوراً سینا کی سردار عورت کو لے آتی ہے۔

لیلاوتی۔ کیوں سردارہ۔ تمہیں کچھ معلوم ہے کیا ہو رہا ہے۔
سردارہ۔ جی حضور مجھے کچھ معلوم نہیں۔
لیلاوتی۔ ہاں بہت آرام سے گذر رہی ہے۔ تمہیں کیوں معلوم ہونے لگا۔ سنو
رتن سنگھ پچاس ہزار فوج لیکر کامرودیس پر چڑھائی کرنے آ پہونچا ہے۔
سردارہ۔ او مہارانی پچاس ہزار۔
لیلاوتی۔ کیوں ہماری ریاست میں تو ایک لاکھ فوج ہے۔ پھر تم کیوں گھبرائی
سردارہ۔ سری مہارانی۔ میں یوں گھبرائی ہوں کہ ایک لاکھ فوج میں سے ننانوے
ہزار عورتیں حمل سے ہیں۔ بھلا وہ میدان میں کس طرح جا سکتی ہیں۔ اگر جائینگی
تو اُن کے حمل ساقط ہو جائینگے۔ صرف ایک ہزار عورتیں باقی بچتی ہیں تو وہ
عمر کی زیادہ ہیں پھر بتایئے پچاس ہزار فوج کا مقابلہ آپ کریگی یا میں۔
لیلاوتی۔ سب ٹھیک میں کر دوں گی۔ تم کیا کر سکتی ہو۔ اچھا پولیس کپتان کو
حاضر کرو۔

خادمہ گئی اور پولیس کپتان کو بلا لائی۔

لیلاوتی۔ پولیس کپتان۔ تمہارے پاس اسوقت پولیس کی کتنی عورتیں ہیں۔
کپتان۔ حضور دو ہزار۔

لیلا وتی۔ کیا تم انہیں سرحد پر رتن سنگھ کی فوجوں کے مقابلہ میں بھیج سکتی ہو
کپتان۔ میری مہارانی وہ اتفاق سے سب کی سب آرام سے ہیں۔
لیلا وتی۔ افسوس۔ میری فوج اور میرے سپاہیوں نے مجھے عین وقت پر دھوکا دیا
میں بھی اسی وقت اپنے حکم سے تمام فوجوں اور پولیس کو موقوف کرتی ہوں۔ جاؤ
سب کو حکم سنا دو۔ کہ اپنے اپنے گھر جائیں اور بیٹھے رہیں۔ جنگ ختم ہونے کے بعد
ان سب کی تنخواہیں دیدی جائینگی میرے حکم کی فوراً تعمیل کی جائے۔ اگر ذرا دیر
ہوئی تو اپنی تلوار سے تمام فوج اور پولیس کی گردنیں اڑا دوں گی۔
کپتان اور رسوارہ فوج آداب بجا لاکر چلی جاتی ہیں۔ لیلا وتی سوچتی ہے کہ
اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ وہ کچھ دیر تک سر جھکائے بیٹھی رہی آخر ایک مردانہ جوش
کے ساتھ اٹھی تلوار کمر سے باندھی۔ رائفل پر تلہ میں آرسا۔ اور راج کنور کو آواز
دی۔ راج کنور آیا تو اسنے کہا۔ دیکھو بیٹا ایک دشمن نے ہماری ریاست پر حملہ کیا
ہے۔ ہم اسے قتل کرنے جا رہے ہیں۔ تم اپنے محلوں سے ہوشیار رہنا۔ اگر ہم
لوٹ کر نہ آئیں تو یہ گدی تمہاری ہے۔ تم جسے چاہو اپنا وزیر مشیر بنا کر راج کرنا
لیکن ایشور نے چاہا تو ہم ضرور دشمن کو شکست دیکر آئینگے۔ گو میں تنہا ہوں مگر
میری مدد پر میرا ایشور ہے جسنے مجھے راج دیا ہے وہ ہی فتح بھی دیگا۔
غرضکہ رانی نے محلوں کا پورا انتظام کیا اور راج کنور کو تسلی اور دلاسہ دیکر اسنے
بھیس بدلا اور جاسوسوں یا ایلچی کے بھیس میں رات ہی کو اسجگہ جا پہونچی جہاں
رتن سنگھ کی فوجیں ڈیرا ڈالے ہوئی تھیں۔ لباس کے نیچے اسنے تمام ہتھیار
چھپائے تھے جو باہر سے نظر نہ آتے تھے۔ جب وہ رتن سنگھ کے لشکر میں پہونچی
تو اسنے دور سے تاڑا کہ رتن سنگھ اسوقت کہاں ہوگا۔ اسے دور سے ایک بلند
خیمہ نظر آیا۔ وہ سیدھی وہیں چلی گئی کسی نے ادسے نہ ٹوکا۔ خیمہ کے دروازہ پر

مسلح سپاہیوں کا پہرا تھا اُسنے پہرہ والوں کو ایک پرچہ دیا کہ یہ مہاراجہ رتن سنگھ کو دیدو۔ باہر حکم کی منتظر رہی تھوڑی دیر میں سپاہی باہر آیا اور کہا مہاراج آپ کو اندر بلاتے ہیں۔

لیلاوتی خیمہ میں گئی۔ اُسنے بیک نظر رتن سنگھ کو پہچان لیا۔ اُسکے ہونٹوں پر تبسم آگیا اور وہ بولی رتن سنگھ تمہیں اپنی پریم پیاری پر چڑہائی کرتے ہوئے ذرا شرم نہ آئی۔

رتن سنگھ۔ کون لیلاوتی۔ تم ایسے خطرہ میں یہاں کیوں چلی آئیں۔

لیلاوتی۔ صرف اسلئے کہ تمہیں دیکھ لوں اور پہچان لوں کہ تم وہی رتن سنگھ ہو یا کوئی اور رتن سنگھ مجھپر حملہ کر رہا ہے۔

رتن سنگھ۔ لیلاوتی۔ تم بڑی بہادر ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ تم نے میرے دلپر فتح پائی تھی مگر لیلاوتی میرا دل تم سے پھر گیا ہے۔ مجھے تمہاری محبت میں عداوت کی بو آنے لگی ہے۔

لیلاوتی۔ اسکا سبب۔

رتن سنگھ۔ اس کا سبب اپنے دل سے پوچھو۔

لیلاوتی۔ میرا دل تو مجھے کچھ نہیں بتاتا۔ وہ تو اب تک تمہاری محبت سے بھرا ہوا نظر آتا ہے۔

رتن سنگھ۔ ہرگز نہیں۔ اگر تمہارے دلمیں میری محبت ہوتی تو ایک ملیچھ ادہو کبھی راج ناتھ نہ بنتا۔ اور میرے دو بہادر پہلوان ہرگز تمہارے ہاتھوں سے نہ مارے جاتے

لیلاوتی۔ سادہووں پر آپ ناحق الزام رکھتے ہیں۔ اسکا ثبوت کہ میرے تعلقات اُن سے کچھ اور تھے آپ کیا دیکھتے ہیں۔

رتن سنگھ۔ میں کیا دیکھتا ہوں۔ اسکا ثبوت تمہارا وہ جیتا جاگتا کنور ہے جو آج

دس برس سے تمہاری گود میں کھیل رہا ہے۔

لیلاوتی - نہیں رتن سنگھ نہیں - یہ بالکل غلط ہے - وہ میرا لے پالک ہے تم مجھپر ایسی بدگمانی نہ کرو۔

رتن سنگھ - ہوگا۔ مجھے اس سے کوئی بحث نہیں - لیکن تم نے میرے دو پہلوان سپاہیوں کو کیوں قتل کر دیا۔

لیلاوتی - صرف اس لئے کہ وہ مجھپر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

رتن سنگھ - حملہ کرنے کا سبب۔

لیلاوتی - اسلئے کہ میں اُن کے ساتھ جانے کو تیار نہ تھی۔

رتن سنگھ - کیوں تیار نہیں تھیں۔

لیلاوتی - اس لئے کہ مجھے تمہارے رتن سنگھ ہونے کا یقین نہ تھا۔

رتن سنگھ - یقین کیوں نہ تھا۔

لیلاوتی - اسلئے کہ بردہان اور بلونت نے مجھسے کہا تھا کہ رتن سنگھ کو ہم نے قتل کر دیا۔

رتن سنگھ - پھر تم نے اُن سے کیا بدلہ لیا -؟

لیلاوتی - میں نے انھیں اُن کے عہدوں سے فوراً برطرف کر دیا۔

رتن سنگھ - کیا تمہاری ریاست کے قانون میں جان کا بدلہ جان نہیں ہے - اگر ہے تو پھر تم نے اُن کے ساتھ رعایت کیوں کی۔

لیلاوتی - اس لئے کہ وہ میرے باپ کے وفادار خادم تھے۔

رتن سنگھ - مگر کیا ہم سے اُنہوں نے بیوفائی نہیں کی۔

لیلاوتی - کی مگر میری عزت و عصمت کے خیال سے۔

رتن سنگھ - لیلاوتی - لیلاوتی - تو ایک دغاباز عورت ہے - تو نے مجھے فریب دیا ہے اور اب یہ دیکھکر کہ میں تیری ریاست تجھ سے چھیننا چاہتا ہوں تو مجھ سے باتیں

بناتی ہے۔ میں ایک فریب کے بعد دوسرے فریب میں نہیں آ سکتا۔

لیلاوتی - نادان رتن سنگھ کسی کی حکومت چھین لینا آسان نہیں ہے۔ اگر تیرے پاس پچاس ہزار فوج ہے تو میرے پاس ایک لاکھ فوج ہے۔ اوسکا حال اور اوسکا نتیجہ حملہ کے وقت معلوم ہوگا۔

رتن سنگھ - کیا عورتیں مردوں سے فتحیاب ہو سکتی ہیں۔

لیلاوتی - غالباً یہی دہوکا تجھے حملہ کی حرص دلاکر لایا ہے اور تو اسی فریب میں بھر کر یہاں آیا ہے۔ لیکن جب تیری فوجیں کامردیس پر حملہ کرینگی تو تجھے معلوم ہوگا کہ میں نے تیرے مقابلہ کے لئے کیسا مضبوط انتظام کیا ہے۔

رتن سنگھ - مجھے سب معلوم ہے۔ میں آج تین دن سے کامردیس کی سرحد پر پڑا ہوا ہوں۔ اگر تیری فوجوں میں جان ہوتی تو ابتک میدان گرم ہو جاتا۔ لیلاوتی مجھے دہوکا نہ دے۔ اور اوسوقت تک کہ میں باقاعدہ تجھے گرفتار کردوں اپنے محلوں میں جاکر بیٹھ۔

لیلاوتی - ایسا ہی ہوگا۔ لیکن میری محبت نے مجھے مجبور کیا تھا کہ اگر رتن سنگھ وہی رتن سنگھ ہے جس پر میں نثار تھی تو اوسے ایک مرتبہ جاکر سمجھا دوں کہ پرمیشور کی بنائی رچنا کو ناحق برباد نہ کرے۔ اور اپنے ارادہ سے باز آجائے۔

رتن سنگھ - ہرجائی رانی محبت کا نام نہ لے۔ محبت کی توہین نہ کر۔ تو نے اپنے جوشِ جوانی کا نام محبت رکھا ہے۔ محبت سے تو ابھی واقف نہیں۔ اگر تجھے مجھ سے محبت ہوتی تو آج میں کامردیس کا راجہ اور تو رانی ہوتی اب بھی ایسا ہی ہوگا مگر تو ایک مجبور قیدی بنکر مجھے قبول کرے گی۔ تیرا غرور میرے سامنے اپنا سر جھکائے گا اور میں اسکو اپنے پانوں سے ٹھکراؤں گا۔

لیلاوتی - رتن سنگھ تمہیں اپنی طاقت اور سنیا پر غرور نہ کرنا چاہیئے اگر

تمہیں میری محبت کا یقین ہے تو لڑائی شروع کر دو۔ مگر یاد رکھو کہ فتح اور شکست نہ تمہارے ہاتھ میں ہے نہ میرے ہاتھ میں ہے۔ یہ صرف ایشور کے ہاتھ میں ہے۔

رتن سنگھ۔ ہاں تو بڑی بھگوان کی پجارن ہے۔ پرمیشور بھی تیرے لئے ساد ہو ہے کہ تیری جوانی دیکھکر اُس کا ست للچا جائیگا۔ اور مُورکھ لڑائی طاقت اور بل کی ہوتی ہے۔ باتوں کی نہیں ہوتی۔ میں سوگند کھا کر آیا ہوں کہ جبتک کامرودیس میں خون کے سمندر نہ بہادوں گا اپنے تخت پر قدم نہ رکھوں گا۔

لیلاوتی۔ رتن سنگ تمہارا ارادہ کوئی چیز نہیں ہے۔ تم اگر اب بھی میری محبت کی قدر اور پریم کا یقین کرو تو میں تمہاری ہوں ورنہ پرمیشور کا ارادہ پورا ہوگا

رتن سنگھ۔ اچھا ایک شرط پر میں صلح کرنے کو تیار ہوں۔

لیلاوتی۔ وہ کیا؟

رتن سنگھ۔ تم صبح سے پہلے مجھے تمام خزانوں کی تالیاں لیکر دیدو۔ اور کامرودیس کے دروازہ میری سینا کیلئے بالکل کھولدو۔

لیلاوتی۔ لیکن اگر دیش کے خلاف ہوا

رتن سنگھ۔ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

لیلاوتی۔ لیکن تجھے مایا پیاری ہے یا میں پیاری ہوں۔

رتن سنگھ۔ تو اور تجھسے زیادہ مایا۔

لیلاوتی۔ جب مایا مجھ سے زیادہ پیاری ہے تو مایا لے لے اور مجھے چھوڑ دے

رتن سنگھ۔ نہیں نہیں۔ میں دونوں کو فتح کرنے آیا ہوں۔

لیلاوتی۔ اچھا قسم کھا کہ اگر میں خزانوں کی کنجیاں تجھے لادوں اور شہر کے دروازے کھولدوں تو پھر تو قتل عام نہ کریگا۔

رتن سنگھ کس کی قسم کھاؤں؟

لیلاوتی۔ اپنی تلوار کی۔

رتن سنگھ۔ میں اپنی تلوار کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو نے خزانوں کی کنجیاں مجھے دیدیں اور شہر کے دروازے کھولدئے تو میں ایک خون بھی نہ کروں گا۔ اور سیدھا تیرے پاس راج محل میں چلا آؤں گا۔

لیلاوتی۔ اچھا تو دیکھ میں ٹھیک ۴ بجے تیرے پاس آؤں گی۔ پہرہ داروں سے کہدے کہ مجھے مطلق نہ روکیں اور اندر آجانے دیں۔

رتن سنگھ۔ منظور ہے۔ جاؤ ایسا ہی ہوگا۔ اسوقت ۱۱ بجے ہیں۔ ابھی ۵ گھنٹے باقی ہیں۔ تم جاؤ۔ اور اپنے وعدہ کے مطابق ٹھیک چار بجے یہاں پہونچ جا

لیلاوتی مسرا کر واپس چلی آئی۔ اور رتن سنگھ نے اپنی کامیابی پر ایک قہقہہ لگایا۔ اُس نے فوج کو حکم دیدیا کہ ہتھیار کھولدو۔ صلح ہو گئی ہے اُسے لیلاوتی کی کمزوریوں کا یقین تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ لیلاوتی ابتک اوس کے دام محبت میں اسیر ہے۔ اُسنے عام طور پر کہدیا کہ چار بجے تک جو شخص مرد یا عورت میرے پاس آئے اوسے بے روک ٹوک آنے دو۔ کوئی کسی سے مزاحم نہ ہو۔ اور یہ کہکر وہ اپنے پلنگ پر شراب پی کر دراز ہو گیا۔

اٹھارواں باب

رشی جگناتھ جی

سیوک ناتھ جنگلوں میں پھرتا پھرتا اور اپنے گرد جگناتھ جی کو ڈھونڈھتا ہوا آخر گرد آشرم میں پہونچا۔ وہ ابتک افسوس میں تھا۔ اوسکا دل اندر سے رو رہا تھا کہ افسوس میں نے ایسے گیانی گرد کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ بیشک

میرے کمالات گرو سے بڑھ گئے ہیں مگر پھر بھی گرو گرو تھے۔ میں نے آنند کا چیلا بنکر یہہ گیان دھیان حاصل کیا تھا۔ اب میں آشرم کے سادھوؤں کو کیا مُنہ دکھاؤں گا اور جو کچھ گذرا ہے وہ کسطرح سناؤں گا۔ ممکن ہے کہ وہ گرو کے قتل کا الزام مجھ پر رکھدیں۔ وہ اسی خیال میں آشرم کے باہر پریشان پھر رہا تھا کہ اُسے جوالا ناتھ نظر آ گیا۔ اُس نے جوالا ناتھ کو بلایا وہ دوڑا ہوا آیا پاؤں چھوئے اور کہا گرو سیوک ناتھ جی آپ کہاں تھے؟

سیوک ناتھ۔ یہہ میں پھر بتاؤں گا۔ پہلے تو یہہ بتا کہ گرو جگنا تھ جی کا بھی کہیں پتہ ہے۔

جوالا ناتھ۔ گرو جگنا تھ جی جس دن سے آپ گئے تھے اوسی دن سے سمادھ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج بارہ برس ہو گئے۔ آنکھ تک نہیں کھولی۔ صرف اُن کے ایک خاص اشارہ پر ہم لوگ کچھ بھوگ اور کچھ جل اُن کے مُنہ میں ڈالدیتے ہیں اور وہ پھر سمادھ میں غرق ہو جاتے ہیں۔

سیوک ناتھ۔ جوالا ناتھ تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو۔

جوالا ناتھ۔ نہیں مہاراج گرو جگنا تھ اور گرو سیوک ناتھ کا چیلہ کہیں پاگل ہوتا ہے۔

سیوک ناتھ۔ سچ بتا گرو کہاں ہیں۔

جوالا ناتھ۔ آپ آشرم میں چل کر خود دیکھ لیجئے۔ گرو جی سمادھ میں بیٹھے ہوئے ایشور بھگتی میں محو ہو رہے ہیں۔ اور بیسیوں چیلے اُن کے اردگرد جمع ہیں سیوک ناتھ کو جوالا ناتھ کے کہنے کا کسی طرح یقین نہ آتا تھا۔ اور یقین آتا تو کیوں کر آتا اُس نے تو گرو جگنا تھ جی کو خود اپنی آنکھوں سے رانی نیلا کی کے محلوں میں عیش کرتے دیکھا تھا۔ اور بڑی مشکل سے وہاں سے نکالکر لایا تھا۔ تمام باتیں جو اوسکی آنکھوں کے سامنے ہوئی تھیں اس وقت بھی

اوسکی نگاہوں میں پھر رہی تھیں۔ وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا گرد آشرم میں پہونچا تو دیکھا کہ واقعی گرد جگناتھ جی آشرم میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُسے خیال آیا کہ گرد جی مجھ سے جدا ہو کر یہاں جلدی سے چلے آئے ہوں گے اور سمادھ میں بیٹھ گئے ہوں گے۔ مگر اُس کا یہ شک بھی فوراً ہی رفع ہو گیا۔ گرد جگناتھ نے سر جھکائے اور آنکھیں بند کئے کئے پوچھا کیا ہمارا چیلہ سیوک ناتھ آ گیا۔

سیوک ناتھ۔ ہاں مہاراج میں حاضر ہوں۔

جگناتھ جی۔ بچہ تو نے ایشور کی لیلا دیکھی۔

سیوک ناتھ۔ ہاں گرو جی دیکھی۔ لیکن آپ کو یہاں آئے ہوئے کتنے دن ہوئے

جگناتھ۔ بچہ جس دن سے تو گیا ہے میں برابر سمادھ میں بیٹھا ہوا ہوں میں نے اس آشرم سے کیا اس دائرہ سے بھی قدم باہر نہیں رکھا۔ آج پورے بارہ برس ہو چکے ہیں۔ میرے بڑھے ہوئے بال۔ اور میری دھونی سے رنگی ہوئی جٹائیں میرے خاک ہو جانے والے کپڑے۔ اور میرے چیلے سب گواہ ہیں۔ میرا پرمیشور گواہ ہے۔ اور تو خود بھی گواہ ہے۔

سیوک ناتھ۔ مہاراج میں۔

جگناتھ جی۔ ہاں تو۔

سیوک ناتھ۔ وہ کیونکر۔

جگناتھ جی۔ وہ اس طرح میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں بارہ برس کے بعد تجھے بتاؤں گا کہ ایک ساد ہو کر ہست آشرم میں رہکر بھی نرنکار ہی رہنا ہے تو نے جو کچھ دیکھا وہ میرا باطنی سردپ تھا اور میرا ظاہری سردپ یہیں موجود ہے جسے بارہ برس سے سب دیکھ رہے ہیں۔ اب تو تجھے یقین آیا

کہ ایک خدا رسیدہ سادہو یا فقیر گرہست آشرم میں کسطرح رہتا ہے اور کسطرح اپنے چوے کو گرہستی کے جھگڑوں میں پھنسا کر اپنی آتما کو دھیان گیان میں بسائے رکھتا ہے۔
سیوک ناتھ (قدم چھوکر) ہاں مہاراج اب مجھے یقین آگیا۔ بیشک جو سادہو بھگوان کے دھیان میں فنا ہو جاتے ہیں وہ اپنی سمادھ میں بیٹھے بیٹھے دُنیا کی تمام لذتیں اور تمام عیش اُٹھا لیتے ہیں۔ مہاراج کیا آپ کو اپنا وہ عالم سب یاد ہے۔
جگناتھ جی۔ نہیں بچہ وہاں میری کایا کام کر رہی تھی اور یہاں آتما کی مایا بھگوان کے دھیان میں محو تھی۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا۔ صرف اتنا جانتا ہوں مجھے میرے کہنے کا وشواش ہو گیا۔ تو نے جو کچھ دیکھا اُسے ایک سُپنا سمجھ اور میرے دھیان گیان سے نشچے ہو جا۔

غرضکہ گرو سیوک ناتھ اپنے گرو کے قائل ہو گئے۔ پھر اُنہوں نے تمام ماجرا سنایا سب سادہوؤں نے حیرت کے ساتھ سُنا اور گرو جی کے کمالات کی تعریف کرنے لگے۔ جوالا ناتھ نے جھک کر سلام کیا کہ کہو گرو سیوک ناتھ جی آخر ہمارا کہنا سچ تھا یا نہیں آپ نے ناحق گرو جی کو اتنی تکلیف دی پہلے مان جاتے تو اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے گرو سیوک ناتھ جی بہت شرمندہ ہوئے اور آئندہ قسم کھائی کہ اب کسی سادہو اور گرو کا امتحان نہ لیں گے۔

اُنیسواں باب
وفادار خادم

لیلاوتی ڈری ہوئی اور سہمی ہوئی اپنے محل میں واپس آئی۔ لباس بدلا تو اُسے معلوم ہوا کہ بردہان اور بلونت جو اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اُسکی ڈیوڑھی پر بیٹھے ہوئے اُسکے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ گو لیلاوتی کی فطرت لرز رہی تھی مگر اُدسکا چہرہ جاگ رہا تھا اور اُدسکی قسمت کو جگا رہا تھا۔ اُسنے حکم دیا کہ۔ بردہان اور بلونت کو

حاضر کرو۔ یہ دونوں محل میں آئے۔ لیلاوتی نے پوچھا تم ایسے بیوقت کیا فریاد لیکر آئے ہو۔

پردہان۔ مہری مہارانی ہمنے سنا ہے کہ رتن سنگھ جو ہمارے بلد قید سے بھاگ گیا تھا پچاس ہزار آدمی لیکر حملہ کرنے کیلیئے آیا ہے۔

بلونت۔ اور چاہتا ہے کہ کامروپ دیس کو برباد کرکے تخت شاہی پر اپنا قبضہ جمالے؟

لیلاوتی۔ ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ لیکن تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

پردہان۔ ہم اس تخت کے قدیم جاں نثار ہیں۔ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم رتن سنگھ کا مقابلہ کریں۔ ماریں اور مر جائیں۔

بلونت۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ باغی نمکحرام ہماری زندگی میں اس تخت کیطرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے

پردہان۔ گو اب ہم بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اور بارہ برس سے رانی کے عتاب میں ہیں مگر سورگ باشی مہاراجہ کا نمک ابھی ہمارے خون کی بوند بوند میں باقی ہے بس آپ کے حکم کی دیر ہے۔

لیلاوتی۔ تم نے اوسکا مقابلہ کرنیکے لئے کیا انتظام کیا ہے۔

بلونت۔ مہارانی اسوقت اسی ہزار فوج مسلح بالکل تیار ہے۔ بس آپ ہم پر اعتماد کر کے اشارہ کردیں اور پھر تماشہ دیکھہ لیں۔

لیلاوتی۔ دھن دھن پردہان، اور گیانی بلونت! میں تمہاری شرافت اور وفاداری کی قائل ہوں میں اپنی پچھلی غلطیوں کی معافی چاہتی ہوں تم مجھے دل سے معاف کردو۔ آئندہ میں ایسی غلطی نہ کرونگی۔

پردہان۔ پرستش کے قابل رانی۔ راج کی غلطی غلطی نہیں ہوتی۔ ایسی بھول اکثر ہوجاتی ہے ہم آپکی غلطی کو بھی اپنی غلطی سمجھتے ہیں۔ آپ اپنے من میں بالکل نہ شرمائیں۔ ذرا بھی نہ پچھتائیں۔ ہم لوگ پہلے سے زیادہ آپکے وفادار خادم اور راج کے جاں نثار غلام ہیں۔

لیلاوتی کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ اپنے دل کے ساتھ خود بھی رو رہی تھی اُسنے فوراً حکم دیا کہ "خلعتیں قلمدانِ وزارت" اور تلوار لاؤ۔ حکم کی تعمیل کیگئی۔ اُسنے اپنے ہاتھ سے پردہان اور بلونت کو خلعت پہنائے وزارت اور سپہ سالاری دی اور کہا۔

میں نے جو عزت تم سے غصہ میں چھین لی تھی وہ ندامت کیساتھ تمہیں اپنے ہاتھوں سے دیتی ہوں۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ کامردیس کی جانیں تم سے امن مانگتی ہیں۔ انہیں بچاؤ یا مٹ جانے دو۔

پردہان۔ سری مہارانی کی اس عزت افزائی کا ہم کیا شکریہ ادا کر سکتے ہیں پرمیشور سے دعا ہے کہ وہ اس گدی کو ہمیشہ آباد رکھے۔ مہارانی کو بالکل اطمینان رکھنا چاہیے کامرودیس کا ایک تنکا بھی برباد نہیں ہو سکتا۔

بلونت۔ سری مہارانی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سری مہارانی اپنے محلوں میں سکھ کی نیند سوئیں وہ جسوقت سو کر اٹھینگی انہیں معلوم ہو جائیگا کہ دشمن کی فوج کو شکست اور مہارانی پرتاب کو فتح حاصل ہو گئی

لیلاوتی۔ دیکھو پردہان۔ مجھے جاسوس نے خبر دی ہے کہ رتن سنگھ اسوقت اپنے خیمہ میں بے خبر سو رہا ہے۔ اسکا ارادہ صبح حملہ کرنے کا نہیں ہے۔ یہ موقع بہت غنیمت ہے تم بلونت کو عورت کے بھیس میں وہاں فوراً بھیجدو وہ بیدھے اسکے خیمہ میں چلے جائیں انہیں کوئی نہ روکیگا۔ بس اُس کا کام تمام کردیں۔ اسکے بعد فوراً ہی اُسکے لشکر پر حملہ کر دیا جائے جو یقیناً غیر مسلح ہے اور تیار نہیں ہے رتن سنگھ کے خیمہ کی پہچان یہ ہے کہ اُس پر ایک بہت اونچا پھریرا اُڑ رہا ہے۔

بلونت۔ جو حکم مہارانی جی ایسا ہی ہو گا۔

پردہان۔ بس آپ اطمینان سے سوئیں۔ محلوں کے دروازے بالکل بند کرا دیں اور حکم دیدیں کہ اگر پردہان اور بلونت بھی آئیں تو دروازے ہرگز ہرگز نہ کھولے جائیں۔ ہم سری مہارانی سے فتح کے بعد کل دن کو کسی وقت ملیں گے اور اب اجازت چاہتے ہیں۔

لیلاوتی۔ جاؤ اے راج گدی کے محافظو تمہارا ایشور نگہبان ہے۔

بیسواں باب

رتن سنگھ کی شکست

رتن سنگھ اپنے خیمہ میں شراب کے نشہ سے مست کبھی ہنستا تھا کبھی آئینہ میں اپنی شاندار صورت دیکھکر اتراتا تھا۔ کبھی اُسپر غنودگی طاری ہوجاتی تھی اور وہ ایک عجیب خواب دیکھکر چونک پڑتا تھا۔ اسی عالم میں تین بج گئے وہ انگڑائی لیکر اُٹھ بیٹھا اوسنے شراب کا ایک پیالہ بھرا اور چڑھا گیا۔ دوسرا اور پیا۔ تیسرا اور پیا۔ اور بد مست ہاتھی کیطرح جھومنے لگا۔ اُسے بالکل یقین تھا کہ لیلاوتی پر اوسکی فوجوں کا کافی اثر پڑ چکا ہے۔ اور فوجوں سے زیادہ اوسکی محبت لیلاوتی کے دلمیں اثر کر چکی ہے۔ اُسنے گھڑی کی طرف دیکھا ابھی تین ہی بجے ہیں۔ یہ کہا اور چاہتا تھا کہ لیٹ جائے۔ یکایک دروازہ کے پردہ کو جنبش ہوئی اور ایک عورت نقاب ڈالے اوسکے خیمہ میں داخل ہوئی وہ بجلی کیطرح تڑپکر اُٹھا اور بولا۔ تو آگئی

عورت۔ ہاں مہاراج میں آگئی۔

رتن سنگھ۔ لا خزانوں کی کنجیاں مجھے دے۔

عورت۔ لے۔

اس لفظ کے ساتھ ہی آنیوالی نے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ دیا کہ رتن سنگھ کا سر صابون کیطرح کٹ کر زمین پر گرا۔ اور اُسکا ہاتھ پھیلا کا پھیلا رہگیا وہ عورت خاموشی کے ساتھ باہر نکلی۔ روشنی ٹھنڈی کر دی۔ اور چاروں پہرہ والوں کو دو منٹ میں صاف کر دیا۔ اسکے بعد اوسنے سیٹی بجائی۔ سیٹی کی آواز پر ہزاروں فوجی رتن سنگھ کی غافل خوابیدہ فوج پر کود پڑے اور ذرا سی دیر میں کشتوں کے پشتے لگا دئیے۔ لوگوں کو سنبھلنا دشوار ہوگیا۔ ہزاروں جوانمرد کام آئے۔ بعض لوگوں نے رتن سنگھ کو اوسکے خیمہ میں تلاش کیا تو دیکھا کہ وہ سب سے پہلے مارا جا چکا ہے۔ فوج میں بھاگڑ پڑ گئی۔ خیمے اسباب ہاتھی گھوڑے اور ہتھیار چھوڑ چھوڑ کر سب جدہر منہ اُٹھا بھاگ نکلے۔ صبح ہوتے ہوتے صرف بلونت اور پردہان کی

فوجیں ہر طرف نظر آتی تھیں اور رتن سنگھ کی فوجوں کا پتہ بھی نہ تھا۔ ہزاروں لاشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلی ہوئی پڑی تھیں۔ پردھان نے اپنی فوج کو تازہ دم اور جوش پر دیکھا تو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جس ریاست سے رتن سنگھ نے حملہ کیا تھا وہاں تک پہونچ گئے شہر والے سمجھے کہ رتن سنگھ فتحیاب ہو کر آ گیا۔ شہر کے دروازے کھولدئے۔ اور بلونت نے فوراً راج گدی پر قبضہ کر لیا جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہہ راج بھی کامرودیس کے سورماؤں نے لے لیا اور رتن سنگھ کو مار ڈالا تو وہ حیرت میں رہ گئے اور انہیں مجبوراً لیلاوتی کی حکومت کو ماننا پڑا۔

پردھان نے بلونت کو وہیں چھوڑا اور خود کامرودیس روانہ ہوا۔ رانی کو انتظار تھا کہ پردھان ابھی تک نہیں لوٹے۔ یکایک کسی نے خبر دی کہ پردھان آ رہے ہیں۔ وہ اپنے محل سے باہر نکل آئی۔ اور پوچھا۔ کیا رتن سنگھ مارا گیا پردھان نے رانی کے قدم چومے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ سری مہارانی نہ صرف رتن سنگھ اور اوسکی فوجوں کو ٹھکانے لگا دیا بلکہ اوسکے راج پر بھی سری مہارانی کا قبضہ ہو گیا۔ پردھان نے کہا کہ یہہ سب سری مہارانی کا پرتاب تھا۔ ورنہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم رتن سنگھ کی فوجوں کا مقابلہ کرتے۔

لیلاوتی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمک اُٹھے۔ اُسنے پردھان کو اپنے ہاتھ سے گھوڑے پر سوار کیا اور۔ اوسی طرح محل میں لائی۔ رتن سنگھ کے راج پر پردھان کو حکمراں کر دیا۔ کامرودیس کا راج راجکمار کو دیکر بلونت کو اُسکا پردھان بنا دیا اسکے بعد لیلاوتی نے اپنی ساری زندگی خدا کی یاد میں گذار دی۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ گرو جگناتھ جی کے پاس چلی گئی اُن کا چیلہ بنی اور اپنی تمام عمر ایشور بھگتی کے پرچار میں ختم کر دی۔

تمام شد

جاسوسی اور سراغ رسانی کے نئے باتصویر ناول قابل ملاحظہ ہیں

نمبر	ناول	نسخہ عکسی	نسخہ سادہ	نمبر	ناول	نسخہ عکسی	نسخہ سادہ
(۱)	غیبی تلوار	۸/	۴/	(۹)	شوقین شہزادی	۱۲/	۲/
(۲)	خون کا پیاسا	۸/	۴/	(۱۰)	لندن کا جاسوس	عہ	۲/
(۳)	ہیرے کی انگوٹھی	۸/	۴/	(۱۱)	خونی ہیرا	عہ/	۸/
(۴)	کٹورہ بھر خون	۸/	۴/	(۱۲)	سلطانہ ڈاکو	۱۲/	۲/
(۵)	باوفا عاشق	۱۲/	۶/	(۱۳)	بنگالہ کا جادو	۱۲/	۲/
(۶)	محبوبہ حلب	عہ/	۸/	(۱۴)	شنکر کی شرارت	۸/	۴/
(۷)	سنہری مہر	عہ	۸/	(۱۵)	کالا بچھو	۸/	۴/
(۸)	شاہی خزانہ	عہ/	۸/	(۱۶)	مہابھارت	۱۲/	۲/

رنگین تصاویر کی جدید غزلیات رعایتی قیمت پر منگا کر گھر بیٹھے ہندوستان کی

نمبر	غزلیات	نسخہ عکسی	نسخہ سادہ	نمبر	غزلیات	نسخہ عکسی	نسخہ سادہ
(۱)	ناز و انداز	۲/	۱/	(۱۱)	جلوہ طور	۲/	۱/
(۲)	گوہر جان	۲/	۱/	(۱۲)	بانکا قوال	۲/	۱/
(۳)	جلوہ حسن	۲/	۱/	(۱۳)	فتنۂ محشر	۲/	۱/
(۴)	نگاہ الفت	۲/	۱/	(۱۴)	حسن کی دیوی	۲/	۱/
(۵)	دشمن جان	۲/	۱/	(۱۵)	چنچل معشوق	۶/	۳/
(۶)	نور کی پتلی	۲/	۱/	(۱۶)	بزم حسیناں	۶/	۳/
(۷)	مستانی جوگن	۲/	۱/	(۱۷)	بزم قوالی	۶/	۳/
(۸)	بزم پرستان	۲/	۱/	(۱۸)	محفل قوالی	۶/	۳/
(۹)	حسن کشمیر	۲/	۱/	(۱۹)	گراموفون گائیڈ اول	۶/	۳/
(۱۰)	البیلا قوال	۲/	۱/	(۲۰)	گراموفون گائیڈ دوم	۶/	۳/

کتب ملنے کا پتہ:۔ الیس غفور بخش خواجہ بخش تاجر کتب و مالک الیکٹرک ابو العلائی پریس